سلک الجواہر فی احوال البواہر

یعنی

داؤدی بوہروں کی تاریخ

مولفہ جناب مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی عبد الغنی خان صاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ

ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ

مطابق

فروری سنہ ۱۹۲۴ء

نامی مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مرادآباد میں سلیمان ابن علی بوہرا آسر نے چھاپی اور شائع کی

طبع ثانی پانچسو جلد — نمبر ۱۸ - از سنہ [illegible] — قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیعہ

بوہرے چونکہ شیعہ اسماعیلیہ کا ایک فرقہ ہے اسلئے اول شیعہ اور اسماعیلیہ
کی حقیقت بیان کرتا ہون شیعہ لغت مین پیرؤن اور یارون کے معنی مین
ہے۔ اور مجازاً مسلمانون کے اوس فرقے کو کہتے مین جو حضرت علی اور بی بی
فاطمہ اور اونکی اولاد کے ساتھ دوستی رکھتا ہے۔ اور یہ لفظ یہانتک اس گروہ کے
ساتھ مخصوص ہوا کہ اس کا نام مقرر ہو گیا جب کہتے ہین کہ فلان شخص شیعہ ہے
تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ اوس خاص گروہ مین سے ہے۔ مگر اس گروہ کو حضرت علی اور
اونکی اولاد کے محبت کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور
بی بی عائشہ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ بغض و عداوت مین بھی بڑا غلو ہے کیونکہ
اونکے نزدیک مذہب حضرت علی منحصر ہے ان بزرگون کے تبرا کہنے پر اور جو فرقے
اس باب مین اونکے ہمخیال نہین اون کو جناب امیر اور اونکی اولاد کا دشمن اور ناصبی
کہتے ہین گو وہ اونسے کتنی ہی محبت رکھتے ہون اور نواصب ایک فرقہ تھا جو حضرت
دشام مین جو صرف جناب امیر اور اون کی اولاد سے دشمنی رکھتا تھا بمقابلہ
خوارج کے کہ وہ ان تمام صحابہ کو جنھون نے باہم لڑائیان کین جیسے طلحہ
اور زبیر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص سب کو برا جانتے ہین

شیعہ کے نزدیک ایمان اور اسلام مین فرق ہی اسلئے اپنی جماعت کو مومن کہا کرتے ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین۔ کہتے ہین مومن وہ ہی جو شرایع کو اوس کے حقایق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو۔ اور مسلمان وہ ہی جو شرایع کو بغیر علم تاویل وتفسیر کے جانے۔ تمام شیعہ کا اسپر اتفاق ہی کہ ائمہ معصوم ہین غلطی اور سہو اور خطا سے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہین۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کردی تھی کہ حضرت علی میرے بعد امام ہین اور امامت حضرت علی سے بیعت نہ کرے تو مرتد ہوگیا اور فاضل کے موجود ہوتے مفضول کی امامت درست نہین۔ خلافت خلفاے ثلثہ کی حقیقت کے ساتھ نہ تھی اور نہ وہ امامت کو جامع تھے امامت خاص ہی۔ یعنی صرف نبی کی نیابت بدون سلطنت و امارت کے اسی لئے خلفاے ثلثہ کو امام نہین مانتے اور امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہی۔ اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے۔ مگر شیعہ کے فرقے اس باب مین مختلف ہین کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لئے ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی ذات وصفات کی شناخت کراتا ہے اور جو باتین اللہ کے حق مین جائز و واجب ہین اور جو اوس کے حق مین محال ہین سب کی پہچان بتاتا ہے اور معرفت الہی کی تعلیم فرماتا ہے۔ کیونکہ انکے نزدیک بغیر ہی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہی اور امامیہ کہتے ہین کہ امام کی حاجت معرفت الہی کی تعلیم کے لئے نہین بلکہ اسلئے ہے کہ وہ واجبات عقلی و شرعی کے ادا کرنے اور قبایح عقلی و شرعی سے بچنے مین لطف ہو۔ غرضکہ اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہی اور امامیہ کے نزدیک قوانین شرعیہ کی محافظت کے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم قرار دیتے ہین اور امامیہ اوسے اللہ تعالے کی طرف سے بندون کے حق مین لطف مانتے ہین امامیہ کے نزدیک امام ادا ے واجبات مین لطف ہے اسماعیلیہ کے نزدیک معارف مین لطف ہے اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات و مصائب سے بچانے کے لئے ہے اسی لئے امام کو دنیا اور دین کی ساری

باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے یہانتک کہ وہ سنگریزوں اور درختوں کے بیان کو بھی جانتا ہے اور امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ میں کہدے کہ میں امام نہیں ہوں۔ شیعہ تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہیں سوائے چند کے اور ان کے نزدیک امامت منحصر ہے اولاد حضرت علی میں۔ مگر اس باب میں شیعہ میں بھی باہم بڑا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے بنگئے ہیں کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر ٹھیراتا ہے۔ اور شیعہ کے سر فرقے میں ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اوس مذہب کی طرف اشخاص کے علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعہ سے بلاتے ہیں۔ انہیں داعیوں کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہیں اصل میں یہی پانچ فرقے ہیں۔ غلاۃ۔ کیسانیہ۔ زیدیہ۔ امامیہ اور اسماعیلیہ

غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ اور اسماعیلیہ اور امامیہ میں سے بھی بہت سے فرقے غلو کرتے ہیں مگر غلاۃ سے اصطلاح میں اون فرقوں سے مراد ہے جن میں یہ اعتقاد مشترک ہے کہ ائمہ و انبیا خدا ہیں یا خدا نے ائمہ و انبیا میں حلول کیا ہے یا ان سے متحد ہو گیا ہے۔ اور تعیین امام کے باب میں بعض انہیں سے کیسانیہ میں الا بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقوں میں کے سے کوئی ایسا نہیں سنا گیا جو ان غلاۃ کی طرح ائمہ کی الوہیت یا ان میں حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو انکے ۲۱ فرقے ہیں۔ (۱) سبائیہ (۲) کاملیہ (۳) مغیریہ (۴) بنانیہ (۵) جناحیہ (۶) منصوریہ (۷) خطابیہ (۸) غرابیہ (۹) ذبابیہ (۱۰) ذمیہ (۱۱) اھویہ (۱۲) عمامیہ۔ (۱۳) رزامیہ (۱۴) مفوضیہ (۱۵) اسحاقیہ (۱۶) نصیریہ (۱۷) علویہ (۱۸) مقنعیہ (۱۹) واویلیہ (۲۰) اسلمیہ (۲۱) حلاجیہ

کیسانیہ

یہ کل سات فرقے ہیں انمیں قدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے

پ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے ۔ انکی ماں بنی حنفیہ سے تھی اس لئے ابن حنفیہ کہلاتے تھے (۱) کیسانیہ (۲) مختاریہ (۳) کربیبیہ (۴) اسحاقیہ (۵) حربیہ جو کندیہ بھی کہلاتے ہیں (۶) عباسیہ (۷) طیاریہ ۔

زیدیہ

یہ لوگ زید بن علی زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں ۔ یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہیں بعد اسکے زید بن زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہیں یہ آٹھ فرقے ہیں (۱) جارودیہ (۲) دکینیہ (۳) سلیمانیہ (۴) بتریہ جسے تومیہ بھی کہتے ہیں (۵) نعیمیہ (۶) یعقوبیہ (۷) خشبیہ (۸) صالحیہ

امامیہ

ان کا اعتقاد یہی کہ زمان تکلیف امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا اور امامت اولاد بی بی فاطمہ میں ہے ۔ آنحضرت کی نص جلی یا خفی کی وجہ سے اور حضرت زید بن علی اور حضرت اسماعیل بن جعفر صادق اور حضرت محمد بن حنفیہ کی امامت سے انکار کرتے ہیں یہ چوبیس فرقے ہیں (۱) جشمیہ (۲) حکمیہ جن کو ہشامیہ بھی کہتے ہیں (۳) جنوالقیہ انکو سالمیہ بھی بولتے ہیں اور کبھی شیطانیہ بھی کہا کرتے ہیں (۴) زراریہ (۵) یونسیہ (۶) الثمانیہ یہ فرقہ شیطانیہ کے نام سے بھی مشہور ہے (۷) مفوضہ یا تفویضیہ (۸) بدائیہ (۹) محمدیہ (۱۰) حسنیہ (۱۱) حسینیہ (۱۲) باقریہ (۱۳) حاضریہ (۱۴) ناؤسیہ (۱۵) عماریہ (۱۶) عمانیہ (۱۷) اسحاقیہ (۱۸) مفضلیہ (۱۹) موسویہ (۲۰) ممطوریہ (۲۱) رجعیہ انکو کاظمیہ بھی کہتے ہیں (۲۲) احمدیہ

(۳۳) جعفریہ (۳۴) اثنا عشریہ

جب لفظ امامیہ مطلقاً بلا قید بولتے ہیں تو فرقہ اثنا عشریہ مراد ہوتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اس ترتیب سے (الف) حضرت علی (ب) امام حسن (ج) امام حسین (د) زین العابدین بن امام حسین (ر) محمد باقر بن زین العابدین (س) جعفر صادق بن محمد باقر (ص) موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (ط) علی رضا بن موسیٰ کاظم (ع) محمد تقی (تاے فوقانی سے) بن علی رضا (ف) علی نقی (نون سے) بن محمد تقی (ق) حسن عسکری بن علی نقی (ک) محمد بن حسن عسکری جنکی کنیت ابوالقاسم اور القاب مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان اور حجت اور قائم ہیں۔ یہی امام منتظر ہیں۔ زندہ غیر مردہ ہیں۔ مگر خوف اعدا سے غائب ہوگئے ہیں اور غیبت کبریٰ اختیار کرلی ہے۔

اسمٰعیلیہ

یہ ایک فرقہ ہے شیعہ کا۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد وفات حضرت جعفر صادق کے انکے پسر کلان حضرت اسمٰعیل ہیں جو اسمٰعیل الاعرج کرکے معروف ہیں موقوف ہے۔ کیونکہ امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہہ دیا تھا کہ ان هذا الامر فى الاكبر ما لم يكن به عاهة (یعنی یہ کام بڑے میں ہے جب تک اوس میں کوئی آفت نہو) اور سب اولاد امام جعفر میں وہ نجیب بھی ہیں۔ اسلئے کہ اونکی ماں جن کا نام فاطمہ ہے حسین بن امام حسن بن امیر المومنین علی بن ابی طالب کی بیٹی ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں خواجہ عطاء الملک جوینی کی جہان کشا سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیل کو ولیعہد بنایا تھا جب اونھوں نے شراب پی لی تو اونکو معزول کرکے حضرت موسیٰ کاظم کو ولیعہد بنایا جو مسماۃ حمیدہ بربریہ کے بطن سے تھے لیکن صحیح روایت یہی کہ حضرت اسمٰعیل جن کی کنیت ابو محمد ہے امام جعفر کے سامنے مرگئے ہیں کہ مدینے میں [illegible]

وادی ہے جہاں اہل مدینہ کے اونٹ چرتے ہیں فوت ہو گئے تھے اور وہاں سے
اونکی لاش مدینے میں لائی گئی اور ۱۴۳ھ ہجری میں بقیع الغرقد میں جو مدینے کا ایک
قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے۔ اور اسکے اونکے والد ابھی تک زندہ تھے
ابتدا سے اسماعیلیہ میں دو گروہ قائم ہو گئے۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق کی
وفات کے بعد اونکے شیعہ کے ایک گروہ نے جان لیا تھا کہ اسماعیل زندہ
ہیں صرف روپوش ہو گئے ہیں۔ مگر اونکے فرزند محمد امام ہیں اسلئے کہ امامت اونکے
باپ میں بھی اور بیٹا بمقابلہ چچا کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے اور
امام جعفر کے شیعہ کا دوسرا گروہ اسماعیل کی حیات کا معتقد نہ تھا کیونکہ یہ دور دراز
مقامات پر رہا کرتے تھے اور انکو امام سے کچھ خصوصیت نہ تھی۔ ان دونوں فرقوں
کے نزدیک امامت اسماعیل کی اولاد میں قیامت تک رہیگی۔ [illegible]
امام جعفر کا تیسرا گروہ جسکو امام موصوف کے ساتھ خصوصیت تھی اور امام سے
روایت بھی کرتا تھا اسماعیل کی وفات کو یقینی طور پر جان گیا۔ اس لئے حضرت
موسیٰ کاظم کی امامت کا معتقد ہو گیا[۲]

حضرت محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق

عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ حضرت محمد بن اسماعیل اپنے چچا حضرت موسیٰ کاظم کے
ساتھ رہا کرتے تھے اور موسیٰ کاظم سے زیادہ تر الفت رکھتے تھے جب خلیفہ
ہارون الرشید حجاز میں آیا تو اونھوں نے اپنے چچا کی اوس سے چغلی کھائی [illegible]
موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہاں اون کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسماعیل رشید کے ہمراہ
عراق کو چلے گئے۔ بغداد میں انتقال کیا۔ موسیٰ کاظم نے اونکے حق میں [illegible]
کی تھی محمد کے بعد دو فرزند باقی رہے۔ اسماعیل ثانی اور جعفر شاعر اور بعض کہتے ہیں
کہ محمد اپنے باپ کے انتقال کے بعد دادا کے ساتھ حجاز میں آ گئے اور وہاں [illegible]

[۱] منقول از عمدۃ الطالب۔ اور طبقات جہاں میں لکھا ہے کہ اسماعیل اپنے باپ سے
پانچ سال قبل فوت ہو چکے ہیں۔ ۱۲
[۲] دیکھو کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ [illegible] محرقہ ۱۲

تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم مین برہان نظام شاہ کے حالات مین لکھا ہے کہ محمد
اپنے دادا کی حیات مین رے کی طرف چلے گئے۔ محمد آباد جسے اونھین کیطرف
منسوب ہے۔ حمد اللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ سے یہ ثابت ہے کہ رے کی
طرف اون کا بھاگنا عباسیون کے ہاتھ سے ہوا تھا محمد آباد مین دفن ہوے جب
اونکی اولاد مین کثرت پیدا ہوگئی تو خراسان اور قندھار کیطرف چلے گئے۔ اور وہان
رہنے لگے۔

اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قدر مشترک یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے
حضرت اسماعیل امام ہین (۱) مبارکیہ (۲) میمونیہ (۳) خلفیہ
(۴) قرامطہ (۵) شمیطیہ (۶) برقعیہ (۷) جنابیہ (۸)
مہدویہ

اسماعیلیہ کے ہاتھون اسلام کی بربادی

انمین بعض بعض اولوالعزم ایسے ہو گزرے ہین کہ جن کے ہاتھون سے مذہب اسلام نے
بڑے بڑے صدمے اوٹھائے ہین جو کام اونھون نے کئے ہین اگر اس وقت کوئی
عیسائی بڑی سے بڑی سلطنت مسلمانون اور اسلام کے ساتھ ایسا کرے تو دو عیسائی
دوسری سلطنتین بھی اوس کا جو ہر نکالدین اور نہایت نفرت و حقارت سے اون
کامون کو دیکھین۔ مثلاً ابو سعید حسن بن بہرام جنابی ایام موسم حج مین مکے مین بہت سی
جمعیت لیکر چڑھ آیا اور بیت ہزار حاجیون کو قتل کیا اور اوس کا بیٹا ابوطاہر سلیمان
سنہ ۳۱۷ ہجری مین موسم حج مین مکے مین بہت سی جمعیت کے ساتھ چڑھ گیا اور مسجد
الحرام مین گھوڑے پر سوار ہوکر داخل ہوا شراب کا پیالہ ہاتھ مین تھا جسے وہان پیا
اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اوس نے مسجد مین پیشاب کردیا اور حاجیون کو نہایت
بے دردی سے قتل کراکر چاہ زمزم مین ڈلوا دیا۔ اور باقی کو مسجد حرام مین دفن کرایا
اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا ڈالا اور حجر اسود کو اوکھڑوا کر مقام ہجر کو جو اوسکا دارالحکو

تھا لیگیا اور وہاں سنڈاسوں میں ڈلوادیا اور بائیس برس تک حجر اسود اون کے
پاس رہا۔ یہاں تک کہ ۳۳۹ھ میں یحییٰ بن خلیفہ عباسی مطیع اللہ ابوالقاسم مفضل بن مقتدر
بن معتضد والی بغداد نے تیس ہزار دینار کو اون سے خرید کر کے پھر خانہ کعبہ میں
رکھوا دیا۔ اسماعیلیہ کو بہت بڑی ثروت و قوت اوسوقت حاصل ہوئی جبکہ اون کی سلطنت
افریقیہ و مصر میں قایم ہوئی۔

اسماعیلیہ کا اسلام کے احکام کو اوٹھا دینا

اسماعیلیہ کے ایک داعی تھے جس کا نام عبداللہ بن میمون ہے کہا ہے کہ قرآن و حدیث
کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا و سزا کا بھی انکار کر دیا ہے
اور کہا ہے کہ نصوص قرآن و حدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے اسی لئے ان
اسماعیلیہ کو باطنیہ بھی کہتے ہیں ان کا قول ہے کہ اہل بیت کا بھی مذہب ہے انہیں کے
واسطے تو بیت المقدس کی طرف منہ کیا تھا اور پیروان مذہب کی قبلہ مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ
حرام چیزوں کو مباح جانتے تھے بعض نے انہیں سے اپنے ناموں کے ساتھ رسول اللہ
کا لفظ مقرر کیا تھا معاد اور احکام شرع کا انکار کر دیا تھا اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی
انکار کیا تھا۔ کہتے تھے کہ حشر و نشر اور معاد کی ساری باتیں بیہودہ قصے ہیں۔
اور احکام شرع پر عمل کرنا نہ چاہئے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے۔ انکے نزدیک
ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک کا شرعی
کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر۔ مثلاً روزے کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو چھپائی رکھے اور
حج کا باطن امام کے پاس پہنچنا ہے۔ اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے
اور کہتے ہیں کہ ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اس ظاہر کا مقصد ہے اور وہ ظاہر
اوس باطن کا مظہر ہے اور کوئی باطن نہیں جس کا ظاہر نہ ہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ
بھی نہیں۔ اور کوئی باطن نہیں جس کا ظاہر نہیں ورنہ وہ خیالی ہے۔ اللہ نے
عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہیں عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہیں۔
اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی و اعراض ہیں امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہے
کسی کو بغیر دستگیری و تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہیں اور یہی عالم ظاہر اور شریعت

اسکا حاکم ہوتا ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوتے ہیں اور یہ کام سوا نبی کے
تمام نہیں ہوتا۔ اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہیں اور یہ
ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل کہتے ہیں۔ اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہیں
ہوتا اسی طرح امام یا اون کی دعوت سے خالی نہیں ہوتا اور دعوت کبھی
مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہوا اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام
مخفی ہو جسطرح نبی کو معجزہ قول وفعل سے جانتے ہیں اسیطرح امام کو خود یا
اور دعوت سے جانتے ہیں اور اللہ کو بغیر امام کے نہیں پہچان سکتے اور امام
کا ہمیشہ زمین میں موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جسطرح کوئی وقت روشنی
روز و تاریکی شب سے خالی نہیں ہوتا۔

خلفائے مصر اور حضرت مہدی بانی سلطنت افریقیہ کا حسب ونسب

انکے اپنے نام اور ان کے بیٹے حضرت قائم کے نام میں اختلاف ہے تاریخ
ابوالفدا اور جنات الفردوس میں مہدی کا نام عبیداللہ اور کنیت ابو محمد
صحیح ہے اور او نکے بیٹے قائم کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم لکھی ہے اور لفظ
عبید عین کے ضمے اور یائے موحدہ کے فتحہ سے عبد کی تصغیر ہے اور عبداللہ بھی
کتابوں میں لکھا ہے اور اس صورت میں لفظ عبد مکبر ہے نہ مصغر۔ اور یہ مہر و سکی ورد و وظائف
اور دعا و نکے کلمات میں صاف عبداللہ ہے کہ مکبر ہے نہ عبیداللہ جو مصغر ہے
حوات عالم روضۃ الصفا حبیب السیر اور تاریخ گزیدہ میں مہدی کا نام محمد اور کنیت
ابوالقاسم تحریر کی ہے اور او نکے بیٹے قائم بامر اللہ کا نام احمد بیان کیا ہے اور پھر
یوں کہا ہے کہ اسماعیلیہ میں سے جسنے اول ظہور کیا اور صاحب ملک و حکومت ہوا وہ
ابوالقاسم محمد بن عبداللہ ہیں او نکو مہدی کہتے تھے ۳۲۲ھ ہجری میں مہدیہ میں
او نہوں نے انتقال کیا او نکے بعد جانشین او نکے القائم بامر اللہ احمد ہوئے جو
او نکے بیٹے تھے مگر یہ اقوال صحت سے عاری ہیں۔

بقول مولف تاریخ فرشتہ اکثر مورخین کے اتفاق کے ساتھ علویہ مصر کی
سیادت مشکوک ہے اور مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہے جسکی تفصیل یہ ہے

(۱) مہدی بن محمد بن عبداللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۲) مہدی بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۳) مہدی بن محمد حبیب بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۴) مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۵) مہدی بن رضا بن تقی قاسم بن وفی احمد بن رضا محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۶) مہدی بن رضا عبداللہ بن تقی قاسم بن ولی احمد بن وصی محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۷) مہدی بن عبداللہ بن قاسم بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۸) جمہرۃ الانساب میں لکھا ہے کہ مہدی نے ایک بار یہ دعوے کیا تھا کہ میں حسین بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا بھائی ہوں۔ (۹) اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کا بیٹا ہوں۔ حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہیں (۱۰) مہدی بن حسین بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق بوہروں کا مختار یہ پچھلی روایت ہے۔

غرضکہ علماے محققین کو حضرت مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہی اور جبکہ انکی سلطنت مصر میں غایت عروج پر تھی اوسی وقت میں اونکے فاطمی ہونے سے انکار کیا گیا تھا المغرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیڈن کے صفحہ ۷۵ میں مذکور ہے کہ قاسم بن طبا طبا علوی کہتے ہیں کہ قسم ہے خداے پاک کی کہ عبداللہ مہدی ہم میں سے نہیں ربیع الثانی سنہ ۴۰۲ ہجری میں قادر باللہ خلیفہ بغداد کے حکم سے ایک محضر لکھا گیا جس پر علویوں اور قضاۃ اور جماعت فضلا اور ابو عبداللہ بن النعمان فقیہ شیعہ کا نام لکھا گیا تھا۔ اس محضر کا مضمون یہ تھا کہ خلفاے مصر خارج از نسب ہیں انکو اولاد علی بن ابی طالب کے نسب میں کچھ دخل نہیں اور یہ دیصان کی طرف منسوب ہیں جو فرقہ دیصانیہ کا سرغنہ ہے۔ اس محضر میں حاکم بامر اللہ بن عزیز بن معز بن منصور لکھکر بیان کیا ہے کہ یہ منصور عبدالرحمن بن سعید کے بیٹے ہیں۔ حالانکہ بوہروں وغیرہ کی روایت کے موافق منصور کے باپ کا نام محمد اور دادا کا نام عبداللہ مہدی ہے۔

بغداد میں ہر عباسی اور مصر میں ہر علوی لفظ شریف کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔
جو لوگ ان کو علوی فاطمی نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ اسماعیل بن جعفر اپنے باپ
کی حیات ہی میں مقام عریض میں انتقال کر کے بقیع میں مدفون ہوئے اور اسماعیل
کے بیٹے محمد جعفر صادق کے ساتھ بغداد میں آئے اور وہاں لاولد فوت ہوئے
اور نجم الحجان میں ابن خلکان سے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی
کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ جو قریشی یا یہودی تھا اوس کی آشنائی ہو گئی۔
اوس عورت نے بہت سا مال اوس مرد کو دیا اور اپنے مالک کو مار ڈالا۔ مالک
مر گئے اوس کنیز کے ایک بیٹا پیدا ہوا جو اوس مہدی کا دادا ہے۔ جیسے
خلاصہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن میمون بن اسود قداح بنی مخزوم کے غلام
تھا اور تیر بنایا کرتا تھا اسلئے قداح کہلاتا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عبداللہ
آنکھوں کا علاج کیا کرتا تھا۔ اسلئے قداح کہلاتا ہے اور انساب سمعانی میں آیا ہے
کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا میمون کا بیٹا عبداللہ محمد بن اسماعیل بن جعفر
صادق کے ساتھ مکتب میں رہتا تھا جب اونہوں نے وفات پائی تو اسماعیل
کی خدمت میں رہنے لگا اور جب اسماعیل نے بھی وفات پائی تو اوس نے دعوے
کیا کہ میں اسماعیل کا بیٹا ہوں حالانکہ میمون کا بیٹا تھا اور اوس میمون کے باپ کا
نام دیصان تھا جسکی طرف فرقہ دیصانیہ منسوب ہے۔ مہدی اسی عبداللہ بن میمون
بن دیصان کی اولاد میں ہیں۔ اہل سنت والجماعت و نسابہ ملک افریقیہ کہتے ہیں
کہ مہدی بانی خلافت خلفائے افریقیہ و مصر عبداللہ بن سالم بصری کی اولاد
ہیں اور اون کا باپ بصرہ میں نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور نسابہ عراق
کہتے ہیں کہ مہدی ایک یہودی کی نسل سے ہیں اور اون کا اصلی نام عبداللہ
یا عبیداللہ نہیں ہے بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹے تھے احمد بن عبداللہ قداح
بن میمون بن دیصان کے بعض نے لکھا ہے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبداللہ
قداح پہلے قول سے سعید (یعنی مہدی) کے باپ کا نام احمد ثابت ہے۔ اور
دوسرے قول سے مہدی کے باپ کا نام حسین ثابت ہوتا ہے۔ یہ حسین
جب مقام سلمیہ یعنی حمص میں گئے تو ایک یہودی کے حسن و جمال کا ذکر

اونکے سامنے ہوا۔ اور خاوند اوس کا جو لونار تہا مرچکا تہا حسین نے اوس سے نکاح کرلیا۔ اوس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند لونار سے تہا حسین اوسکو بہت چاہنے لگے اور اوس کی تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تھے اسلیے اوسی کے واسطے اپنی قائممقامی کی وصیت کی اور اوسے دعوت کے اسرار سکہا دیے حسین کے بعد اوس نے بڑی ترقی کی اور عبداللہ یا عبیداللہ کے نام سے شہرت حاصل کی اور اپنا لقب مہدی رکہا۔ اور ظاہر یہ کیا کہ پیغمبر خدا نے میرے لئے پیشین گوئی کی ہے۔

بعض مورخ مہدی کے خاندان کو علویہ اور اسماعیلیہ اور فاطمیہ کہتے ہین اور اونکی اولاد عبیدیین اور بنو مہدی کہلاتی ہے اور اونکے علوی فاطمی ہونے پر دوسرے ایسے بیانات بھی شاہد ہین جو وقعت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہین مگر اس کا کیا جاے کہ اونکے مخالفین نے اونکے خاندان سیادت مین ایسی گڑبڑ پھیلادی ہے کہ جسکی وجہ سے یہی ماننا پڑتا ہے کہ مہدی حضرت علی کی نسل سے نہ تھے پولیٹیکل مصالح بر نظر ڈالکر اونہون نے علوی بن گئے تھے بعض یہانتک کہتے ہین کہ علوی نسب اور مہدویہ مذہب اونکے لئے خاص ابو عبداللہ شیعی نے اختراع کیا تہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہدی نے افریقہ مین خروج کیا سلطنت عباسی مین ضعف تہا کسی سے اونکی مزاحمت نہو سکی۔ اونہون نے ایک بہت بڑی زبردست سلطنت افریقیہ مین قایم کی۔ بنو امیہ اور عباسیون کے بعد حدود اراضی کے اعتبار سے اور نیز اس لحاظ سے کہ عرصے تک بادشاہت قایم رہی علوی سلطنت تیسرے درجہ مین شمار ہوتی ہے۔ بغداد سے لیکر اندلس تک علویون کی بادشاہت پھیلی تہی یونان شام مکہ اور مدینہ مین بھی علویون کا زور رہا۔ اندلس ایسی مستقل اور زبردست سلطنت اسلامی عرصے تک علویون کا ایک صوبہ رہی حضرت مستنصر باللہ مہدی کے بعد آٹھوین خلیفہ ہوے اونکے اشارے سے بساسیری نے قایم باللہ کو بغداد مین قید کرکے سال بہر تک مستنصر کا نام خطبے مین قایم رکہا مستنصر کے عہد مین عباسیون کا خاتمہ ہو جاتا لیکن طغرل بیگ نے جو سلاطین سلجوقیہ مین بڑا اولوالعزم بادشاہ گذرا ہے۔ اور جنکی سلطنت خراسان مین پرسے

زور وشور کے ساتھ فتح بغداد ہو چکی بساسیری کو مغلوب کیا اور قائم بامر اللہ پھر بڑے
اعزاز سے پھر تخت پر بٹھایا۔

خلفائے مصر کے مذہبی خیالات

سلاطین علویہ بہ نسبت خلفائے عباسیہ کے زیادہ پابند احکام شرع تھے
لہو ولعب سے انکو پرہیز تھا اسلئے عیسائی مورخوں نے براہ تعصب علویوں کو
متعصب لکھا ہے اور یہ لوگ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لئے ظاہر میں
احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے عقائد کے جاری کرنے میں برابر
مصروف تھے اور اپنے خاص خاص دوستوں کو بطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے
انکے عہد میں تمام مصر میں رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہو گیا تھا قاضی مفتی شیعہ
ہوتے تھے جو کوئی انکے خلاف کرتا تھا اوس کو سزا دیتے۔ یہانتک کہ سوا اس
عقیدے کے کوئی عقیدہ اوس سرزمین میں باقی نہ رہا اگرچہ مذہب شیعہ پیشتر سے بھی
زمین مصر میں معروف تھا۔

ناصر خسرو اپنے سفرنامے میں کہتا ہے کہ میں شام سے قیروان تک گیا۔ تمام شہروں
اور گاؤں میں جو جو مسجدیں تھیں سب کا خرچ وکیل خلیفہ مصر کے ذمے تھا۔ چراغ
کا تیل۔ چٹائی۔ بوریا۔ کہگل۔ موذن اور فراش وغیرہ کی تنخواہ یہ سب چیزیں وہی
بہم پہنچاتا تھا۔ قاضی القضاۃ دو ہزار دینار مغربی ماہوار پاتا تھا اور اسیطرح
دوسرے قاضیوں کی بھی بیش قرار تنخواہیں تھیں تاکہ لوگوں سے رشوت کی طمع نکریں
ماہ رجب میں تمام مساجد میں حکم سلطانی سنایا جاتا تھا کہ اے مسلمانوں موسم حج
قریب آ گیا ہے۔ سلطان کی طرف سے جو سامان اور فوج اور باربرداری اور خرچ
مقرر ہے وہ بدستور دیا جاوے گا۔ رمضان میں بھی یہی منادی کی جاتی اول
ذیقعدہ سے آدمی شہر سے نکلنا شروع ہوتے اور ایک مقام معین میں ٹھیرتے۔
نصف ذیقعدہ میں قافلے کا کوچ ہو جاتا تمام لشکر کا خرچ ایک ہزار دینار روزانہ
ہوتا تھا۔ اور تنخواہ نوکروں کی اس کے علاوہ ہوتی سالانہ ہزار کے قریب دینار صرف
میں آ جاتے تھے اور جو اہل مکہ اور اعیان مکہ کے لئے انعام و اکرام اور وظیفہ بھیجا جاتا
وہ اس کے علاوہ ہوتا اور سال میں دو بار جامہ کعبہ بھیجا جاتا تھا۔

عقائد اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امامت حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں قیامت تک بنی رہیگی
اور امامت کی وجہ سے وہ دنیا میں لوٹ آنے کے قائل ہیں - اور کہتے ہیں کہ
ایک جزو الٰہی نے آئمہ میں حلول کیا ہے - حضرت علی بن ابی طالب کرم
اللہ وجہہ اور دوسرے آئمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہیں - جس طرح
آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق تھے اور یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد
مصر میں تھا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ قادر و مختار نہیں
ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اوس کے بغیر اختیار موجود ہو جاتی
ہے - جیسی سورج کی شعاع بغیر اختیار نکلنے لگتی ہے - اور نہ اللہ تعالےٰ
صاحب ارادہ ہے - بلکہ جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہ اوس کی ذات کو
لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی - اور اسماعیلیہ کے نزدیک
آئمہ میں عصمت کا ہونا شرط ہے - مگر مہدویہ میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ
امام حکومت و ولایت کے وقت گناہوں سے معصوم ہوتا ہے کہ امام کے حکم
اتباع ہر مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے - اگرچہ مرضی کے خلاف ہو - پس اگر
امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ کر دے تو یہ عقد دونوں پر لازم
ہو جاتا ہے اور فسخ نہیں کر سکتے - اسیطرح اور تمام معاملات بیع و اجارہ میں
امام کا حکم نافذ ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام کو خدائے تعالےٰ کے ساتھ
مانند حضرت موسیٰ کے ہمکلام ہونا چاہئے - حضرت حاکم بامر اللہ خلیفہ مصر کو
اس باب میں بڑے دعوے تھے - اور اکثر کوہ طور پر جاتے اور لوگوں پر ظاہر کرتے
کہ مجھ سے خدا نے کلام کیا ہے - مہدویہ کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا
ضرور ہے اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علی جو اوپر درود میں ہے درود میں آل پر
داخل کرنا یعنی یون کہنا حرام ہے اللہم صلے علی محمد و علی آل محمد - بلکہ یون کہنا
چاہئے اللہم صلے علی محمد و آل محمد اور اس حرمت کے استدلال میں یہ حدیث
بیان کرتے ہیں کہ من فصل بینی و بین آلی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جس نے مجھ میں

اور میری آل میں لفظ علے کے ساتھ فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا
مگر بعض وں میں اس بات کی پابندی نہیں اور کہیں ہاں کہیں علے محمد وعلی آل محمد
کبھی دیکھا جاتا ہے اور کہیں علی محمد وعلے آلہ اور کہیں علے محمد وآل محمد بلا آلہ

اسماعیلیہ کے دعوت کے طریق

کتب اسماعیلیہ کی بہت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاۃ اسماعیلیہ خصوصا دعاۃ نزاریہ طبقہ
کو دعوتیں ارشاد کرتے ہیں۔ مگر داعی مدعوین جسقدر شوق اور قابلیت پاتا ہے
اوسیقدر دعوتیں اوس کو کرتا ہے۔ دعوت اول داعی نہایت وقار سے
ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جس کو دعوت کرتا ہے اول اوس سے تاویل آیات اور
معانی امور شریعت کی مشکل باتوں کے اور تھوڑے سے علم طبعیات وغیرہ کے مشکل
مسئلے بھی سوال کرکے کہتا ہے کہ بے شخص اسرار دین پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی
اون سے منکر اور جاہل ہیں۔ اگر امت محمدی کے لوگ اون باتوں کو جان لیتے
جو اللہ تعالے نے آیمہ اہل بیت سے مختص کی ہیں تو آدمیوں میں اختلاف پیدا
نہوتا جب مدعو یہ بات سنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھہ معلومات ہوتی ہیں اونکو
سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔ پھر داعی اوسکی رغبت پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور
بڑی عمدگی سے آیات قرآن اور شرائع دین کے مطالب بیان کرتا ہے۔
اور کہتا ہے کہ جو کچھہ خلاف لوگوں میں آیا ہے اور گمراہی میں پڑے ہیں سبب اسکا یہ
ہے کہ آیمہ دین اور حافظان دین ہی سے روگردانی کی ہے اور غیروں کی اتباع
کرتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ آیمہ ہدا سے شرع رسول کے حافظ ہیں اوسکی
حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ معانی ظاہری و باطنی اور تاویل و تفسیر
قرآن سے آگاہ ہیں جب مسلمانوں نے دوسروں کی اتباع کی۔ اور اپنی عقل سے
دلائل نکالنے لگے تو گمراہی میں پڑ گئے۔ اللہ تعالے نے علم دین کو پردے میں
مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الہی مبتذل نہو جاتیں۔ پس اللہ کے بھید سوائے فرشتہ
مقرب اور نبی مرسل یا بندہ مومن کے جس کا دل خدا نے تقوے میں آزمالیا
کرلیا ہے کوئی نہیں جان سکتا جب مدعو کا دل داعی کی باتوں سے [illegible]
ہو جاتا ہے اوس وقت داعی دوسری باتیں شروع کرتا ہے۔ کہتا ہے [illegible]

اور معنی عصا کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزے کی قضا کا حکم ہے اور قضائے
نماز کی مخالفت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت کے لئے غسل کا حکم ہوا ہے اور پیشاب
پاخانے کے لئے غسل کا حکم نہ ہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ دن میں
پیدا کیا ایک گھڑی میں پیدا کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنی ہیں۔ اور
کراما کاتبین کیا ہیں اور کراما کاتبین کو جو ہم نہیں دیکھتے اس کا کیا سبب ہے کیا ہم سے
چھپ کے ہمارے خائف ہیں اور ہم سے اس خوف سے محجوب کر گواہ بنے ہیں اور
ہمارے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔

اور نیکی کا بدلہ لینا قیامت کو اور عذاب جہنم کیا ہیں اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ
عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک جلد سے بدل دی جائے گی جو گناہ میں
شامل نہیں تا کہ اس کو عذاب دیا جائے۔ اور اس آیت کے کیا معنی ہیں و یحمل عرش
ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ اور شیطان اور اس کی صفت کیا ہے اور وہ کہاں
رہتا ہے۔ اور یاجوج ماجوج اور ہاروت ماروت کیا ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔ اور
سات دوزخیں اور آٹھ بہشتیں کس وجہ سے ہیں اور کیا ہیں اور زقوم کا درخت
اور دابۃ الارض اور رجس الشیاطین اور شجر ملعونہ اور تین اور زیتون کیا ہیں اور
اس آیت کے کیا معنی ہیں فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس اور حروف
مقطعات کے کیا معنی ہیں اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی اور
نار دوزخ کس وجہ سے ہیں۔ اور قرآن اور سنت پر عمل کرنا تمہارے حق میں کیا کرے گا
اور تین لاٹھی کے کیا معنی ہیں۔ اور دل اپنے نفس کی فکر کرنی چاہئے اور کہاں
ہے اور تمہاری اور اس کی صورت کس طرح کی ہے اور وہ جسم میں کس جگہ ہوتی ہے
اور روح کا حال کیا ہے اور انسان کیا ہے اور کیا ہے تفاوت انسان اور
بہائم اور حشرات کی زندگی اور حیات میں۔ اور کیا فائدہ ہے حشرات کے پیدا
ہونے اور نباتات کے اگنے میں اور اس کے کیا معنی ہیں کہ حوا آدم کی پسلی میں سے
پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ انسان عالم صغیر ہے اور
عالم انسان کبیر ہے۔ اور انسان کا قامت کیوں کھڑا پیدا ہوا۔ اور حیوان کا خلاف
اس کے ہوا اور کس واسطے پاؤں اور ہاتھوں کی دس دس انگلیاں ہوئیں سوا

کیا وجہ ہی کہ ہر اونگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرے مین
سات سوراخ کیون مقرر ہوتے - اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون
رکھے گئے - اور کیا وجہ ہی اس بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ
گرہیان ہین اور گردن مین سات - اور کسواسطے آدمی کی گردن کی شکل میم
کی سی ہی اور دونون ہاتھون کی شکل حاے حطی کی سی ہے - اور شکم کی شکل میم
کی سی اور پانون کی شکل دال کیصورت پر کیون ہے - تب ہی آدمی کے قامت
مین اون حروف کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع
ہین اور کسواسطے آدمی کا قامت الف کی طرح سیدہا ہے - اور رکوع مین لام کی
صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدہ مین ہا بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا
وہ ہی جو لفظ اللہ مین موجود ہی - اور کسواسطے انسان کی ہڈیان اسقدر ہین
اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے - اور اسکی اعضاے رئیسہ اور
ارکون کی تعداد کیون ہو اسیطرح داعی تمام تشریح واعضا کا ذکر کرتا ہی پھر ا
کہتا ہی تم ہی نفس پر غور اور خیال کیون نہین کرتے ہو کہ تمہارا پیدا کرنے والا حکیم
اور علیم ہی اور اوسکے سب کام حکمت سے لبالب ہین - حالانکہ وہی نے
قرآن مین جابجا غور کرنیکے واسطے تاکید فرمائی ہے چنانچہ فی الارض آیات
للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی زمین مین نشانیان ہین
یقین لانے والونکے لئے اور خود تمہارے اندر کیا تم نہین دیکھتے ہو دوسری
جگہہ فرمایا ہی سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم
انہ الحق یعنی اب ہم اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور خود اونکی جانون مین دکھاوینگے
جب تک کہ اونپر کہل جاوے کہ یہ حق ہی - اس قسم کی آیتین سراسر
دلالت کرتی ہین کہ خلاصہ اسکا لبادہ یہ ہے کہ تم کو اپنے اسرار مخفی جتاوے
اگر تم متنبہ ہو جاؤ اور جان جاؤ تم سے سب حیرت زائل ہو جاوے
اور شبہہ اور شک مٹ جاوے - اور معارف سینہ تم پر ظاہر ہو جاوین - کیا یہ
نہین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بے خبر ہو - حالانکہ خدا نے
فرمایا ہے من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا

جو کوئی اس جہان میں اندھا ہے وہ ایسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے
اور بہت دور پڑا ہے۔ جب داعی دیکھتا ہے کہ مدعو کو پیری باطن کیطرف کچھ طلب رغبت
ہے تو اوس سے کہتا ہے کہ اے شخص جلدی مت کر خدا کا دین اسلئے ہے کہ اس
کو نااہل آگاہ ہوں۔ بدون معاہدہ کے آگاہ کرنا نہ چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ
کی یہ عادت ہے کہ جسکو ہدایت کرتا ہے اوس سے اول عہد و پیمان کر لیتا ہے
چنانچہ قرآن مجید میں ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح
وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم واخذنا منہم میثاقا
غلیظا یعنی جب لیا ہم نے نبیوں سے اون کا عہد اور تجھ سے اور نوح سے اور
ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے اور لیا ہم نے اون سے پختہ عہد
اور فرمایا ہے ومن المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ
یعنی بعضے ایمان والوں میں ہیں وہ مرد ہیں کہ سچے کر دکھایا انہوں نے اوس
چیز کو عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے اور فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اوفوا
بالعقود یعنی اے ایمان والو پورا کرو قراروں اور فرمایا ہے ولا تنقضوا
الایمان بعد توکیدہا یعنی مت توڑو قسموں کو اون کی مضبوطی کے بعد
اسی قسم کی آیات پر نظر کرکے کہتا ہے کہ بیعت اخذ کرو اور ہم سے عہد استوار کرلو
کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑوگے اور نہ کسی پر افشا کروگے اور ہمارے دوست کو
دوست اور دشمن کو دشمن سمجھوگے جب مدعو نے بیعت کرلی تو اول وقت
داعی اوس کے مال میں سے بقدر حیثیت کچھ اپنی نذر میں مانگتا ہے۔ اگر
مدعو دیدیتا ہے تو داعی کی مجلس میں بار دیگر حاضر ہو سکتا ہے اور نصیحت وغیرہ
سننے کا مجاز ہوتا ہے ورنہ اوسکو بار نہیں ملتا۔

دعوت دوم جب مدعو سب باتیں پہلی دعوت کی تسلیم کر لیتا ہے
اور مال بھی نذر کر دیتا ہے تو دوسری مجلس میں داعی اوس کو بار دیگر کہتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا اپنی طاعت سے بدون اون کے مقرر کیا ہے اوس کی
بجا آوری سے جب تک ائمہ کی شناخت نہ کرلیں جن کو اللہ تعالیٰ نے
آدمیوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے اور اون کو شریعت کا حافظ بنایا ہے

پھر اون امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے جو اس فرقے کی کتب میں مفصل مذکور ہیں۔ جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل میں ائمہ کی طرف سے اعتقاد راسخ ہو گیا تو تیسری دعوت ارشاد کرتا ہے۔

دعوت سوم بیان تیسری دعوت کی مجلس میں مدعو حاضر ہوتا ہے تو داعی کہتا ہے کہ ائمہ حق سات ہیں۔ حضرت علی حضرت حسن۔ حضرت حسین حضرت زین العابدین حضرت محمد باقر۔ حضرت جعفر صادق اور ساتوین قائم صاحب الزمان اور جاننا چاہیے کہ قائم میں اختلاف ہے بعض محمد مکتوم بن اسمٰعیل بن امام جعفر صادق کو جانتے ہیں اور بعض اسمٰعیل بن جعفر کو۔ جب دلائل اور توجیہات سے مدعو کے دل میں ثابت ہو جاتا ہے کہ امام سات ہیں تو شیعہ اثنا عشری کی پر خلاف ہوتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل ہیں اور داعی بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور مخفی وہ کچھ حاصل ہے کہ اوس سے زیادہ اور بہتر کسی کے پاس بھی نہیں اور وہی تاویل تفسیر قرآن اور تاویل تاویلات کے ماہر ہیں اور یہ وہ ہیں کو تمام اسرار الٰہی کا علم ہے اور دعاۃ اون کے وارث ہیں اور کوئی دعاۃ کی ہمسری نہیں کر سکتا اور داعی اپنے ان مطالب پر بہت سی دلیلیں لاتا ہے جو اس فرقے کی کتب میں مذکور ہیں جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اس کے دل میں اثر کیا تو دعوت چہارم شروع کرتا ہے۔

دعوت چہارم اس دعوت میں داعی بیان کرتا ہے کہ شرائع کے مجددین سات ہیں۔ اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہیں اور ہر ناطق کے شرائع کے رواج دینے والے اور وصی بھی سات آدمی ہوتے ہیں جن کو صامت کہتے ہیں پہلے ناطق آدم ہیں جنکے صامت اول شیث علیہ السلام تھے جب ان سب صامتوں کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق نوح علیہ السلام ہوتے ہیں جنھوں نے ناطق اول کی شریع کو یک قلم موقوف کر دیا ان کے صامت اول سام تھے۔ تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے صامتین یعنی صامت اول اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے انکے بعد ناطق چہارم موسےٰ

علیہ السلام ہوئے انکے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اونکے بعد نون
اور پانچوین ناطق عیسی علیہ السلام تھے اور اونکے وصی اول شمعون تھے
اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اونکے وصی اول حضرت
علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق
پھر اسماعیل بن جعفر آخر ہمہ شان صامت مختتم ہین۔ ساتوین ناطق
صاحب الزمان محمد بن اسماعیل ہین کہ اونہین پر جملہ علوم اولین و آخرین
تمام ہوتے ہین۔ اور اونکی اطاعت مین ہدایت و نجات منحصر ہے جب
اس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ جو انکی کتب مین مذکور ہین دلنشین
کردیتا ہے تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے۔

دعوت پنجم ۔ داعی اس مین کہتا ہے کہ ہر امام صامت کی ساتھ
بارہ آدمی مطابق عدد مہینون اور برجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک حجت کہلاتا ہے
خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے۔ اور چارون انگلیون
کو جزائر کی طرح بنایا ہے۔ ہر اونگلی مین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ
ٹکڑے ہوتے ہے۔ اور یہ بارہ ٹکڑے اونہین حجتون کی طرف اشارہ ہین۔ اور
گردن باوجودیکہ پشت سے افضل اور اعلی ہے۔ مگر اس مین سات گریان
بنائی ہین تو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مین سات ناطقون کی طرف اشارہ منظور
ہے اور انکے آئمہ جانشین کیطرف بھی اشارہ ہے اور اسی اشارہ
کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا ہفتے کے دن اور کواکب سیارہ بھی
سات سات ہین جو عالم کے مدبر ہین۔ اور اسی سبب سے چہرے مین سات
سوراخ رکھے ہین۔ جب داعی تقریر طول کے ساتھ اس مطلب کو بھی
ہر یکے ذہن نشین کردیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

دعوت ششم اس مین آیات قرآنی کی تفسیر کرتا ہے نماز اور
روزہ اور زکوۃ اور خمس اور حج اور جہاد اور طہارت وغیرہ امور مختلفہ
شرعیہ کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ رموز ہین کہ
واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کئے گئے ہین تاکہ اہین مشغول ہوکر

آلبیین فتنہ وفساد نہ پھیلائین اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے
انحراف نکرین ورنہ فی الحقیقت وضو سے مراد امام کی دوستی ہے۔ اور تیمم
سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت مین حجت سے ضروریات کا اخذ کرنا اور
احکام عبادت ہی راز کے ظاہر کردینے سے ایسے شخص کے سامنے جو اپنا
ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی
حفاظت ہے اور نا اسرار دین کے ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور غسل سے مقصود
تجدید عہد وپیمان ہے اور زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ امورات دینی سیکھکر نفس
کو پاک کرنا اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ نماز جماعت کی ساتھ ادا کرنے سے
یہ مراد ہے کہ امام معصوم کی متابعت کرے۔ اور زکوٰۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے
مال سے خمس امام کو دے اور کعبہ سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہین اور باب سے حضرت علی
اور صفا سے مراد نبی علیہ السلام اور مروہ سے وصی اور میقات سے لبیک
کہنے سے یہ مراد ہے کہ امام کی دعوت کو قبول کرے اور خانہ کعبہ کا سات بار
طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ آئمہ سبعہ سے دوستی رکھے اور جنت سے مراد
بدن کو تکلیف سے بچانا ہے۔ اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور
تکالیف مین ڈالنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے دل مین یہ باتین جم جاتی ہین تو
داعی فلسفے کی باتین شروع کرتا ہے اور اقوال فلاطون وارسطو وفیثاغورس وغیرہ
کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے۔ اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو
جاتے ہین تو اپنے مذہب کی تعلیم ساتوین دعوت شروع کرتا ہے۔

دعوت ہفتم اس مین کہتا ہے کہ صاحب ولایت اور ناصر شریعت
کیلئے یہ مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ صاحب ولایت جو کچھ ارشاد
کرے یہ مددگار اوس بات کو دوسرے آدمیون کو سمجھاوے کہ ان مین سے
ایک بجائے اصل کے ہوتا ہے اور دوسرا اوسکی نقل ہوتا ہے اور نظیر اسکی
یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب اور نظام عالم ایک ہی ہے۔ اور جو کچھ مدبر
عالم سے پہلے بلا واسطہ دیا سبب صادر ہوا ہے وہ بھی ایک ہی جسکو عقل
کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور صادر اول بھی کہتے ہین۔ اسلئے کہ پہلی مرتبہ

صادر ہوئی اور سب سے اول پیدا ہوا ہے اور عقل اول بھی بولتے ہیں۔
چنانچہ اس مطلب کی طرف قرآن و حدیث میں کئی جگہ اشارہ ہوا ہے
انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون یعنی اوس کا حکم
یہی ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اوس کو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ
ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں اول فی الرتبہ کی طرف اشارہ ہے اور دوم فی الزمان
کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے انا کل شیء خلقناہ بقدر یعنی
ہم نے ہر چیز کو پہلے اوس کا اندازہ کر کے پیدا کیا ہے۔ اور اس حدیث میں بھی
آنحضرت نے عقل کی جانب جسے ابتدا اللہ تعالے سے صدور پایا ہے
اشارہ کیا ہے ان اول ما خلق اللہ القلم یعنی تحقیق اللہ تعالے نے جو چیز
کہ اول پیدا کی ہے وہ قلم ہے۔ قلم سے مراد عقل اول ہے اور اس قسم کی بہت سی
باتیں جو ان لوگوں کی کتب میں مندرج ہیں اور در اصل یہ قول فلاسفہ
یونان کے کلام سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے کہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد
یعنی ایک سے صادر نہیں ہوتا مگر ایک ہی جب دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی
دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

دعوت ششم

اس دعوت میں داعی کہتا ہے کہ ان دونوں
ذاتوں میں ایک مدبر الوجود ہے اور دوسری اوس سے صادر ہوئی ہے
اس طور کا تقدم ذاتی ہوتا ہے جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے
کہ سابق یعنی مدبر الوجود علت ہے اور لاحق یعنی صادر اول معلول ہے اور مدبر
الوجود نے موجودات کو سب سے اول پیدا کیا ہے اوسی سے عالم کی تمام چیزیں
پیدا ہوئی ہیں۔ اسطرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالے نے عالم علوی کو بطبقات اعلی
اپنے امر کے ذریعہ سے عقل کامل کو جسکو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور
صادر اول بھی کہتے ہیں پیدا کیا۔ اور پھر اوس کے ذریعہ سے نفس ناقص کو جسے
نفس کلیہ اور نفس اول بھی کہتے ہیں پیدا کیا۔ چونکہ نفس کو عقل سے کمال حاصل
کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے
حرکت کی۔ مگر بدون آلے کے حرکت پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اجرام

فلکی پیدا ہوئے انکے نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے
سبب سے اربعہ عناصر کی طبیعتیں پیدا ہوئیں اور اربعہ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات
یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوئے اور اون سب مرکبات میں
افضل و اشرف انسان ہے۔ اس لیے کہ اس میں اوس قدر [illegible] کے قبول کرنے
کی استعداد ہے اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی میں
عقل کامل کلی اور نفس ناقص کلی موجود ہیں جنہوں نے کائنات کو ایجاد کیا ہے
تو عالم سفلی میں بھی ایسی عقل کامل کا ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو اور
اصطلاح شرع میں اسی عقل کامل شخص کو رسول کہتے ہیں۔ اور رسول کی نیابت
میں ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے جسکو
اس باب میں رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے
ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بارے میں نسبت ہوا کرتی ہے۔ اس نفس کو
جو رسول کا نائب ہوتا ہے امام اور رسول کا وصی کہتے ہیں اور جسطرح افلاک
کو عقل اول اور نفس اول حرکت دیتے ہیں اسی طرح رسول اور امام انسانوں کے
نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہیں۔ مگر ان اسمٰعیلیہ کے ہاں مبدا الوجود
یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت اور نہ اوس کو
الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں پس انکے زعم میں خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ
عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ ان کا زعم ہے کہ ان کے اوصاف
کے ثابت کرنے سے خدا کی مشابہت موجودات کے ساتھ لازم آجائے گی۔
اور ان اوصاف کی اوس ذات پاک سے نفی کرنے سے تعطیل لازم آتی ہے
اسلئے یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر یعنی کلمہ کن ہے اور جو کچھ حادث ہے
وہ مخلوق ہے اور اوسی کو خلق [illegible] ۔ [illegible] کے داعی [illegible] کہتا ہے کہ یہ دوسرا
جیسے عقل اول کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اعمال ذات میں مبدا الوجود کی اتباع اختیار
کرتا ہے یہانتک کہ یہ مبدا الوجود کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اسیطرح [illegible]
[illegible] اور وصی بھی کہتے ہیں اپنے اعمال سے میت رسول کی پیروی کر کے
جیسے ناطق بھی کہتے ہیں مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اور وہ قوت میں [illegible]

تفاوت نہین رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے غرضکہ
عالم کے کاروبار اسی طریق پر جاری ہین - اس کے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول
کا معجزہ یہی چیزین ہین جنسے انسانون کی سیاست کا کام متعلق ہے - سوا
اس کے کچھ نہین اور انتظام عالم کیغرض سے ہے - زمین و آسمان جواہر
و اعراض کی حقیقتین بیان کرتا ہے کبھی ایسی وضاحت کے ساتھ کہ لوگ
اوسے سمجھ لیتے ہین - اور کبھی ایسی رمز کے ساتھ کہ علماء بھی اوس کے
ادراک سے عاجز آتے ہین - اور اسی تدبیر کے ساتھ رسول کی شریعت
کو انتظام حاصل رہتا ہے - اور آدمی اوسے مانتے ہین - اور داعی کہتا ہے کہ
قیامت اور ثواب و عذاب کے معانی کچھ اور ہی ہین جو عام طور پر ہر ایک
کی سمجھ مین آنا دشوار ہین اور وہ یہ ہے کہ کواکب کے دور ختم ہو کر دوسرے
دور شروع ہو جاتے ہین ورنہ سیارات اور ثوابت مین کسی طرح کون
و فساد نہین آ سکتا - انکی طبائع برباد ہو لیتے اور فنا ہونے سے بری ہین
پس قیامت کے یہ معنی کسطرح درست نہین ہین کہ اجرام علوی فنا ہو جاینگی
اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے

دعوت نہم یہ دعوت سب دعوات کا نتیجہ ہے - جب داعی مدعو
کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے تو اسے ہدایت کرتا ہے کہ فلاسفہ یونان
کی کتابین پڑھا کرو اور علوم الہی و طبعی کا مطالعہ کرتا رہ - جب داعی سمجھ لیتا ہے
کہ مدعو کو فلاسفہ کے اقوال سے خوب واقفیت حاصل ہو چکی تو اب داعی اپنے
رازون کو کھولنا شروع کرتا ہے - اور کہتا ہے کہ جو کچھ تمنے اصول و حدود
سے ابتک اطلاع دی ہے - یہ سب رموز و اشارات ہین طرف معانی
و مبادی اور انقلاب جواہر کے - اور وحی صرف نفس کی صفائی کا نام ہے
اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اوس کے دل مین آتی ہے
اور اوسے بہتر معلوم ہوتی ہے - وہ لوگون کو بتا دیا کرتا ہے - اور اسکا
نام کلام الہی رکھتا ہے - تا کہ لوگون کے دلون مین یہ قول اثر کر جاتی
اور اوسے مان لین تا کہ سیاست اور مصلحت عام مین انتظام رہے

عبداللہ کے باپ نے جب سلمیہ میں انتقال کیا تو اپنے بیٹے کے واسطے خلافت
ونیابت کی وصیت کردی اور دعاۃ کا حال اور پتا بتا دیا۔ عبداللہ نے اپنا
لقب مہدی باللہ کہا اور خلفائے عباسیہ کے خوف سے سوداگروں کے
بھیس میں مصر ہوتے ہوئے افریقہ میں طرابلس کی طرف بھاگ گئے سجلماسہ
کے حاکم یسع بن مدرار نے زیادۃ اللہ گورنر افریقہ کے حکم سے اونکو گرفتار کر لیا۔
مگر ابو عبداللہ شیعی کی کوشش سے زیادۃ اللہ کی قوت جاتی رہی اور ابو عبداللہ
قابض ہو گیا۔ اور اوس نے سنہ ۲۹۶ ہجری میں سجلماسہ پہنچکر مہدی اور اون کے
بیٹے محمد کو قید خانے سے نکالا اور دونوں کو سوار کرا کے پہنچایا اور قبائل کے تمام
سردار اونکے آگے آگے چلتے تھے۔ ابو عبداللہ مہدی کی طرف اشارہ کرکے کہتا
تھا کہ تمہارے مولا یہ ہیں مہدی فرط خوشی سے رو دیتے تھے۔ سنہ ۲۹۷ ہجری تک
مہدی سارے افریقہ کے شہروں کے مالک ہو گئے اور خلفائے عباسیہ
کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا۔ جب اونکی بادشاہت جم گئی تو تمام معاملات سلطنت
بذات خود انجام دینے لگے۔ ابو عبداللہ شیعی اور اوس کے بھائی ابو العباس کو
بیدخل کر دیا۔ چونکہ ترک عادت طبیعت پر سخت ہے۔ یہ امر انکو ناگوار گذرا۔ ابو العباس
اپنے بھائی کو ملامت کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ تم نے بادشاہت اپنے ہاتھ سے
نکال کر غیر کو سونپ دی۔ ابو عبداللہ شیعی بھائی کو سمجھاتا تھا کہ ایسی بات منہ سے
مت نکال یہانتک کہ مہدی کو خبر لگی کہ وہ سرداران قبائل سے یہ کہتے ہیں کہ یہ
مہدی وہ مہدی نہیں ہیں جنکی طرف ہمنے تمہیں بلایا تھا۔ مہدی نے دونوں کو
بلا کر سنہ ۲۹۸ ہجری میں اور بقول بعض سنہ ۲۹۹ ہجری میں قتل کر ڈالا۔ سنہ ۳۰۳ ہجری میں
مہدی نے سرزمین قیروان تک افریقہ میں کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کرکے
اوس کا نام مہدیہ رکھا۔ جام جم کے صفحہ ۲۵ و باب ۱۱۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
شہر قلمرو تونس میں واقع ہے۔ بلاد افریقہ میں مہدی کی حکومت نے بڑی قوت پکڑی
نسب اسماعیلیہ کا چرچا کرنے لگے اونکے داعی زمین مصر کی طرف پھیل گئے۔
ایک خلق کثیر نے اونکی دعوت قبول کی۔
تاریخ ابو الفدا میں مرقوم ہے کہ قاضی ابوبکر باقلانی لکھتے ہیں کہ مہدی باللہ

باطنیہ کا عقیدہ رکھتے تھے۔ علما کو قتل کراتے تھے۔ اس خیال سے کہ اونکی مخالفت پر لوگون کو وعظ و نصیحت نکرین ہمیشہ اصحاب و ازواج رسالت مآب کی ہجو کیا کرتے تھے۔ سواے حضرت علی اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر اور سلمان فارسی و ابوذر غفاری کے اور کہتے تھے کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد تمام صحابی مرتد ہو گئے تھے۔ سوا ان پانچ تن کے اور فقہا کو حکم دیدیا تھا کہ سواے اوس مذہب کے جو اون کا قائم کیا ہوا تھا دوسرے مذہب پر فتوی ندین اون کا مذہب یہ تھا کہ بیٹی پوری میراث کی وارث ہوجاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہو جاتی ہے۔ اونھون نے افریقہ مین جا کر یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہتے تھے کہ امام کے ظہور کا وقت قریب ہے اور یہی ابتدا مین اہل کوفہ و عراق کے سامنے بیان کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین امام کا داعی ہون امام جلدی ظاہر ہوا چاہتے ہین مہدی نے ۲۵ برس حکومت کرکے باسٹھ برس کی عمر مین سنہ ۳۲۲ ہجری مین انتقال کیا اور مہدیہ مین مدفون ہوے۔ مولف تاریخ گزیدہ کہتا ہے کہ مہدی مغربی پانچ سال مہدی اثنا عشری سے چھوٹے تھے۔ اور مشہور یہی کہ مہدی مغربی سنہ ۲۶۰ مین پیدا ہوے تھے اور مہدی اثنا عشری کی ولادت سنہ ۲۵۵ ہجری مین ہے۔

ابو القاسم محمد الملقب قائم بامر اللہ بن مہدی

باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوے انکے وقت مین ابو یزید خارجی ایک معمولی شخص نے خروج کیا اور ان کو شکست دی۔ تونس اور قیروان اور رقادہ فتح کرلیا اور قائم مہدیہ مین محصور ہو گئے۔ حالت محاصرہ مین بیمار ہوے اور وہین شوال سنہ ۳۳۴ ہجری مین مرے۔ بارہ سال حکومت کی۔

ابو طاہر اسماعیل الملقب منصور بن قائم

بڑے شجاع تھے تخت پر بیٹھکر انھون نے ابو یزید کو بھگا دیا اور خود اوس کے تعاقب مین سوڈان تک گئے اور اوس کا پیچھا نہ چھوڑا یہان تک کہ

ہجری میں وہ گرفتار ہوا اور اوسکی کھال نکلواکر بھس بھروایا گیا۔ انہوں نے
شوال کی آخری تاریخ کو ۳۴۱ھ ہجری میں سات سال حکومت کر کے ۳۹ سال
کی عمر میں انتقال کیا۔

ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ بن منصور

سلطنت نے ان کے زمانے میں عروج پایا اور ۳۵۸ھ ہجری میں ابو الحسین جوہر
نامی اپنے والد کے غلام کی کوشش سے مصر و ذات کافور اخشیدی والی مصر
کے مصر کے مالک ہو گئے یہاں جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر شام کی طرف
روانہ کیا تمام ملک افریقیہ و مصر و بعض بلاد شام میں یہی مذہب پھیل گیا۔
معز نے مصر کو اپنا دار الخلافت قرار دیا اور پھر یہ ابر سلاطین اسماعیلیہ کا یہی
دار الحکومت رہا ۱۹ ربیع الآخر ۳۶۵ھ ہجری روز جمعہ کو راہی ملک آخرت ہوئے
۲۳ سال وہاں حکومت کی ۴۵ سال کی عمر پائی۔

ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ بن معز

عضد الدولہ دیلمی سے انہوں نے مراسلت جاری کی شام سے اندلس
تک تمام ممالک غربی ان کا قبضہ تھا انہوں نے ایک یہودی گورنر شام
میں تعینات کیا اور ایک مسیحی حاکم مصر کے لئے مقرر کیا۔ لیکن پھر اپنی ملک
پر متشنبہ ہوئے رمضان ۳۸۶ھ ہجری میں مر گئے۔ ۴۲ سال کی عمر پائی
۲۱ سال خلافت کی۔

ابو علی منصور الملقب حاکم بامر اللہ بن عزیز

یہ بڑے متشرع بادشاہ تھے انہوں نے عورتوں کے پردے میں سختی کی
مسکرات کی خرید و فروخت بند کرا دی ان کے وقت میں انتظام بہت اچھا تھا
قاہرہ میں مسجد ازہر انہیں کی بنوائی ہوئی ہے۔ لیکن بعض مورخ انکو مجنون تک
لکھتے ہیں۔ اور انکی سختیوں کو حد و بشر سے متجاوز

حکم دیا کہ کوئی یہودی اور نصرانی گھوڑے پر سوار ہو کر نہ نکلے اور خچر پر سوار ہو تو گدھے کی رکاب استعمال نہ کرے اور ہمیشہ چند گھونگرو لٹکتے رہنے اور حمام میں جاوے تو پانون مین گھونگرو رکھے تاکہ مسلمان سے امتیاز رہے

انسائیکلوپیڈیا مطبوعہ سنہ ۱۸۸۸ء کی جلد ساتوین کے صفحہ ۴۳ و ۴۴ مین لکھا ہے کہ حاکم بامر اللہ کا زعم یہ تھا کہ وہ خدا سے تعالیٰ سے براہ راست گفتگو کرتے ہین بلکہ عقل الٰہی کے اوتار ہین اونہون نے اپنے دعوے کا سنہ ۴۰۸ ہجری مین قاہرہ کی مسجد مین اظہار کیا اور اسماعیل درازی کی شہادت مین نئے طریقہ مذہب کی لوگون نے اتنی مخالفت کی کہ درازی کو جان بچانے کی غرض سے بھاگنا پڑا۔ لیکن وہ اپنے معبود حاکم بامر اللہ کی علیحدگی کے زمانے مین اون کا وفادار رہا اور لبنان کے نادان دروس لوگون کو اس مذہب مین لانے مین کامیاب ہوا۔ دروس کے اقوال کے بموجب سنہ ۴۰۸ ہجری مین یہ مذہب قبول کیا گیا ہے۔ اس عرصے مین حاکم بامر اللہ اپنی خدائیت کے دعوے کے منوانے کی کوشش کرتے رہے حسن ابن حیدر فرغانی کی حمایت ناکامیاب ثابت ہوئی لیکن سنہ ۴۰۸ ہجری مین ایک اچھا داعی اس مذہب کا ظاہر ہوگیا یعنی حمزہ بن علی بن احمد وہ ایک ایرانی تھا اور وہ حاکم کا وزیر ہوگیا اوسنے صورت اور مادہ اس نئے مذہب کو عطا کیا۔ اونکی ہوشیارانہ کوشش سے اس مذہب کے مختلف اصولون کو موجودہ فرقون کے توہمات سے ملانے مین کامیابی حاصل کی اور اس طرح بہت سے آدمی اس مذہب مین شامل ہوگئے۔

خلیفہ کو یہ معلوم ہوا کہ میری بہن کی سپہ سالار سے آشنائی ہے اسلئے دونون کو سزا دینا چاہا۔ سپہ سالار نے اونکے ارادے سے مطلع ہوکر اپنی آشنا کی سازش سے کچھ آدمی گھات مین لگا دئے جنہون نے سنہ ۴۱۱ ہجری مین خلیفہ کو شہید کردیا ۳۶ سال کی عمر پائی ۲۵ سال حکومت مگر حمزہ نے یہ بیان کیا کہ وہ صرف کچھ عرصہ بسر کرنے کے واسطے چلے گئے ہین۔ اور اونکے حامیون کو تسلی دی گئی کہ وہ اونکی کامیابی کے ساتھ لوٹنے کی

اسکے درجے میں یہ چار مخلوقات ہوتی ہیں یعنی روح - لفظ - سیدھا بازو اور الٹا بازو
یہ چاروں عقل الہی کے [illegible] وقت ظہور خدا کے تحت سنبھالے ہوئے ہیں [illegible]
یہ چاروں مخلوقات بالترتیب اسمٰعیل درازی - محمد بن وہاب - سلمہ بن عبد الوہاب
اور بہاءالدین کی شکل میں ظاہر ہوئیں - اور ان سے بھی نیچے ہیں دوسرے
روحانی لوگ جو بے شمار مختلف درجے رکھتے ہیں ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسانوں کی
تعداد نہ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے - اور ایک باقاعدہ تناسخ کا سلسلہ
جاری ہے یعنی روحیں مرنے کے بعد جیسی روحوں کی شکل میں منتقل کرتی ہیں
اور بدروحیں اونٹ یا کتوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں - انکے تمام [illegible]
کا نمونہ ہیں اور انکی مقدس کتابوں اور عقائد کو [illegible] باطنی طور پر رکھنا چاہیے
اور نئے لوگ مذہب میں داخل نہیں کئے جا سکتے - اسلئے اپنا مذہب اور اپنے
اصولوں کو چھپائے رکھنا چاہیے - اور غرض اس چھپانے سے یہ ہے کہ دروزی
کے مذہبی عقائد انکے لئے کسی خطرہ کا باعث نہوں اور اسی احتیاط کی
وجہ سے انکو یہ اجازت ہے کہ ظاہری طور پر وہ کسی مذہب میں ہونے کا اظہار
کر سکتے ہیں جو انکے قرب وجوار میں عام طور پر رائج ہو خاص اسی آخری
اصول کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی نمازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں اور عیسائیوں کے
گرجوں میں بھی ہوتی رسم ورواج میں حصہ لیتے ہیں حمزہ کے سات حکموں
کی پابندی لازم ہے (۱) پہلا اور بڑا حکم یہ ہے کہ بول چال میں سچائی
اختیار کرنا چاہیے لیکن صرف دروزیوں کو دروزیوں کے ساتھ (۲) اپنے بھائیوں
کی حفاظت کیلئے ہوشیار رہنا چاہیے (۳) ہر ایک دوسرے مذہب سے
علیحدہ رہنا چاہیے (۴) جو لوگ غلطی پر ہیں ان سے قطع تعلق کرنی چاہیے
(۵) ہر وقت خدا تعالے کے ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہیے (۶) انکی
مرضی پر کامل بھروسا رکھنا چاہیے (۷) خدا کے احکام کی پوری فرمانبرداری
کرنی چاہیے -

اور دروزیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادت خدا تعالے کے ساتھ ایک قسم
کی گستاخانہ ضد اور مخالفت ہے - اور انسانی عقلمندی کی غرض سے

مجبور نہین ہی ۔ بلکہ اوس کو بالکل قدرت اور آزادی حاصل ہے اپنے عقاید
کو غیر لوگون سے پوشیدہ رکھنے کے اصول پر سختی سے قائم رہنا چاہیے
بلکہ مذہب کے خاص خاص راز اپنے ہم مذہبون مین سے سوا خاص خاص
آدمیون کے عام آدمیون کو بھی نہ بتانا چاہیے ۔ اور یہ خاص خاص لوگ
جنکو ویسے اسرار مذہب بتانے کی اجازت دی گئی ہے عاقل کہلاتے ہین
جوکہ عربی لفظ عقل سے نکلا ہے اور ان عاقلون کے علاوہ باقی تمام
دروس خواہ کسی درجہ کے ہون جاہل کہلاتے ہین بالغ آبادی مین سے پندرہ
فیصدی عاقل ہوتے ہین ۔ ہر کوئی دروس خواہ مرد ہو یا عورت عاقلون
کے حلقے مین شامل ہوسکتا ہے جو کہ اس بات کی مرضی ظاہر کرے کہ اس جماعت
کے قوانین کی پابندی رکھیگا ۔ اور ایک سال تک آزمایش مین پختہ رہکر یہ دکھاوے
کہ اوس کے ارادے پختہ اور عقیدے مضبوط ہین عاقلون کے درمیان مین
کوئی قاعدہ درجون کے امتیاز کا نہین ہی اور اگرچہ امیر بشیر شہاب نے عاقلون
کا ایک شیخ مقرر کر دیا تھا لیکن اس شیخ کو باقی عاقلون پر کوئی خاص
فوقیت حاصل نہین ہوتی تھی ۔ بلکہ ہر شخص کی عزت زہد و تقوے اور قابلیت کی خاص
شہرت پر منحصر ہے اور ہر ایک عاقل کو تمباکو اور شراب سے بچنا پڑتا ہے اور
اونکے عبادت خانے خلوت خانے کہلاتے ہین اور ہر ایک مین ایک
عبادت خانہ ایسا ہے کہ جہان ایک چراغ رات دن جلا کرتا ہے دروس
اپنی نذر ہر خاص رسم کے وقت دوسرے مذہب والون کو آنے نہین دیتے
اور جب کوئی ایسا آدمی آجاتا ہے تو اوس وقت قرآن خوانی کرنے لگتے ہین
ان کے عقاید کا ماخذ باطنیہ حشیشیہ و قرامطہ کے عقاید ہین اور انکو یہ یقین
ہے کہ یہ چین سے آئے ہوئے ہین اور اب بھی چین مین ان کے ہم
مذہب موجود ہین ۔ بالاتفاق چین مین کوئی دروس نہین ہے ۔ اور نہ ہندوان سے
انکی شکل و شباہت ملتی ہوئی ہے ۔

ابوالحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ حاکم

یہ بڑے نیکنام بادشاہ تھے - انکی نیکنامی سنکر عماید خراسان حج کرکے لوٹے تو مصر سے ہوتے آئے اور وہان سے خلعت لائے - محمود غزنوی کو اسکی خبر لگ گئی اوسنے فوراً قادر باللہ خلیفہ بغداد کو مطلع کیا حجاج ابھی مصر سے لوٹکر بغداد ہی مین ٹھیرے ہوئے تھے کہ خلیفہ اللہ نے باز پرس کی اور خلعت کے کپڑے جلا دئے گئے - طاہر نے سپہ سالار اور اپنی بچپھی کو مروا ڈالا تھا یہ خلیفہ شوال ۴۲۷ ہجری مین مرے ۳۳ سال کی عمر پائی - ۱۶ سال حکومت کی -

ابو تمیم معد الملقب مستنصر باللہ بن طاہر

ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ مستنصر کے عہد مین اونکی والدہ حکمرانی مین اونپر غالب تہین آخرکار ناصر الدولہ نے زر باندھ کر مستنصر کی والدہ کو قید کردیا اور حکمرانی کے عوض اونکو پچاس ہزار دینار دئے اور مستنصر کو اونکی اولاد اور بی بی سے علیحدہ کرکے قید کرلیا اور اونکی یہانتک تحقیر و تذلیل کی کہ اونکی شان و شوکت مین بٹہ لگ گیا مستنصر کی یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک مسند پر بیٹھے رہتے تھے اور اسکے سوا کچھ اونکے پاس نہ تہا آخرکار ناصر الدولہ کو دو سپہ سالار امرا نے مار ڈالا اور ۴۶۵ ہجری مین فوج کے ایک سردار نے جسکا نام بدر جمالی ہے ازسرنو مستنصر کا اقتدار جمایا اور تمام سلطنت کی نیابت بدر کے لئے ۴۸۷ ہجری مین بدر نے انتقال کیا تو اوس کا بیٹا نائب سلطنت ہوا مستنصر ایسے صابر و شاکر تھے کہ اونپر بڑی بڑی مصیبتین اور سختیان پڑین تمام مال و اسباب اور خزانہ اون کا دوسرون کے تصرف مین آگیا - سوائے ایک مسند کے جسپر وہ بیٹھے رہتے تھے اونکے پاس کچھ باقی نہ رہا - مگر اونھون نے صبر کو ہاتھ سے نہ دیا مستنصر نے ۴۸۷ ہجری مین رحلت کی ۶۷ سال کی عمر پائی ۶۰ سال حکومت کی تاریخ گزیدہ مین سطور ہے کہ مستنصر کو شطرنج کا جنون پورا پورا تھا - چنانچہ سب جو امرات کو ہادون مین اسپر کرایا ہی مین بہادرتے تھے اور شاہانہ پوشاک وقف ماہ کی تنخواہ و

نہین دیتے تھے یہانتک کہ تنگ آکر سپاہ نے اونپر بلوا کردیا اور اونکو پکڑ کر
چڑھی ہوئی تنخواہ وصول کی۔ مگر ناصر خسرو اپنے سفرنامے مین اونکی فیاضی
کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ رعایا کو سلطان پر بیشمار اعتماد ہے
کوئی شخص چغلخور اور ریاکاری کے ذکر سے نہین ڈرتا۔ سلطان نہ کسی پر ظلم
کرتا ہے۔ اور نہ کسی کے مال کی لالچ کرتا ہے۔

ابو القاسم احمد الملقب مستعلی باللہ بن مستنصر

انہون نے حکومت پائی تو نزار ارشد مع اسکے دو بیٹون کے قید کردیا۔ اور
تینون نے قید ہی مین وفات پائی سنہ ۴۹۵ ہجری مین اس خلیفہ کا انتقال ہوا
سات سال دو ماہ خلافت کی۔ آپ بھی مستنصر کے بیٹے تھے۔ تاریخ روضۃ الصفا۱
مین لکھا ہے کہ نزار کے ایک طرفدار نے مار ڈالا ۲۸ سال کی عمر پائی۔

ابو علی منصور الملقب آمر باحکام اللہ بن مستعلی

انکے وقت مین شمالی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے۔ ان
شمالی عیسائیون کو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے ہین انکے وقت مین حسن صباح
اور نزاریہ کو شام مین بہت قوت حاصل ہوگئی۔ اور کچھ ملک بلوطون کا اوپر
خاندان کے قبضے مین آگیا۔ انکے کوئی بیٹا نہ تھا اسلئے اپنے چچا کے بیٹے حافظ
بن ابوالقاسم بن مستنصر کو ولیعہد مقرر کیا تھا۔ ذیقعدہ سنہ ۵۲۴ ہجری کو ایک فدائی نے
انکو مار ڈالا۔ ۲۹ سال ۵ ماہ ۱۵ دن حکومت کی حافظ ابرو کی تاریخ مین ۳۴ سال
کی عمر پائی اور تاریخ گزیدہ سے ۳۰ سال کی عمر ثابت ہے بوہرون مین یہ روایت چلی
آتی ہے کہ آمر کا صلبی بیٹا جو چھ مہینے کی عمر کا اسوقت مین موجود تھا جسکا نام ابوالقاسم
طیب تھا اسکو دشمنون کی آفت سے بچانے کیلئے آمر نے کوشش کی اور انکو [illegible]
ظاہر چلے گئے اور مستور ہوگئے۔ اسی لئے بوہرے آمر کے بھائی کی امامت کو تسلیم نہین کرتے

۱؎ دیکھو روضۃ الصفا نامہ ثانی ۲؎ دیکھو ابوالفدا ۳؎ منقول از مجالس صفحہ ۳۔

ابو میمون عبد المجید الملقب حافظ الدین اللہ بن امیر ابو القاسم بن مستنصر

عرصہ دراز تک حافظ کی بیعت نہ کی گئی اس خیال سے کہ شاید محل میں کسی عورت کے حمل ظاہر ہو جائے بطور نیابت کے کام کرتے رہے انکی وزارت ابو علی احمد بن افضل بن بدر جمالی نے باغیوں سے جنہوں نے انکو امر اختیار کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ علانیہ باغی ہوگیا اور حافظ کو قید کر دیا اپنا خطبہ جاری کیا۔ اور اذان میں سے حی علی خیر العمل کا لفظ موقوف کرادیا یہ بات شیعہ پر شاق گذری۔ غلاموں کی ایک جماعت نے قتل کرکے تمام سامان اوس کا لوٹ لیا اور حافظ کو قید خانے سے نکالا اور اسوقت انکی بیعت کی گئی۔ ابو الفدا نے اسی طرح لکھا ہے حبیب السیر اور روضۃ الصفا میں کہا ہے کہ حافظ فدائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد اس کے حافظ کے دوسرے وزیر کو بھی فدائیوں نے مار ڈالا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا۔ جمادی الاخر ۵۴۴ ہجری میں یہ خلیفہ سرائے ملک آخرت ہوا ۷۷ سال کی عمر پائی۔ اور ۲۰ سال کی حکومت کی۔

ابو منصور اسمٰعیل ثانی الملقب ظافر بامر اللہ بن حافظ

اس کا وزیر عباس بن تمیم کے بیٹے نصر کے ساتھ تعلق پیدا ہوگیا اتنا کہ ظافر اوس کو چاہا کرتا تھا اور اوس کو ایک آباد قریہ عطا کیا ظافر نے مصر کی زبانوں پر یہ بات جاری ہوئی کہ نصر کا مہر لواطت بھی زاید ہے۔ وزیر کو اس شکوہ سے غیرت آئی اور اپنے گھر دعوت کی بہانے سے بلا کر مروا ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۴۹ ہجری کا ہے جملہ پانچ سال حکومت کی

۴۱ سال کی عمر پائی۔

ابو القاسم عیسیٰ الملقب فائز بنصر اللہ بن ظافر

اہل فرنگ سے اس کے وقت میں بھی لڑائی رہی۔ بلاد غربی پر اہل فرنگ کا جو قبضہ ہوچکا تھا وہ مستحکم ہوا اور کچھ حصہ فائز نے اون سے واپس بھی لے لیا صفر ۵۵۵ ہجری میں وفات پائی پانچ سال حکومت کی اور بعض نے چھ سال اور چند ماہ سلطنت کی ۱۱ سال کی عمر پائی۔

ابو محمد عبد اللہ الملقب عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ

اس نے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نورالدین سلطان حلب و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونوں کو شکست دی۔ اور مصر کو فتح کرکے دو مہینے اور پانچ دن کی حکومت کی بعد فوت ہوگیا بعد اوسکا بھتیجا صلاح الدین حاکم مصر ہوا اور خطبہ کے دن ۲ ۔محرم ۵۶۵ ہجری کو عاضد نے انتقال کے بعد خلیفہ بغداد کے نام خطبہ پڑہا۔

امام منتظر یعنی مہدی موعود اور دجال

مہدی مغربی کے پیرو اس بات کے معتقد تھے کہ مہدی آخرالزمان وہی ہیں اور دلیل اس مدعا پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام کی بیان کرتے تھے علیٰ راس ثلثماۃ تطلع الشمس من مغربہا یعنی سنہ ۳۰۰ ہجری کے شروع میں آفتاب مغرب سے نکلیگا اور کہتے تھے کہ اس حدیث میں شمس سے کنایہ مہدی کی ذات سے ہے اور مغرب سے مراد ملک مغرب یعنی افریقہ سے تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ اسماعیلیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دجال ابو یزید سے کنایہ ہے حسینی قائم

پر خروج کیا تھا اور ایک حدیث اس مضمون کی روایت کرتے ہیں کہ دجال
مہدی یا قائم پر خروج کریگا مگر اثنا عشری شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ اوس حدیث
میں شخص سے مراد محمد بن حسن عسکری ہیں کیونکہ وہ مہدی مغربی سے پہلے پیدا
ہوئے تھے۔ اور اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور یہ تاویل
مہدی کے متبعوں کی مخترعات میں سے ہے۔

بوہرے امام منتظر عبد اللہ مہدی کو نہیں مانتے لیکن اون کا عقیدہ یہ ہے
کہ مہدی آخر الزمان امام طیب ابو القاسم امیر المومنین کی ذریت سے ہونگے
اور جب خدا کا حکم ہوگا وہ ظہور کرینگے ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں چنانچہ
جو دعا وہ سے کے ساتھ بوہروں میں قبر میں رکھی جاتی ہے اوس میں سب
آئمہ کے نام تا امام طیب ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے و بحق قائم آخر الزمان
وحجۃ و آئمہ دورہ اور مولانا محمد بن طاہر کی : عا سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی
آخر الزمان مرتبہ نبوت و رسالت و وصایت (نصیحت) و امامت کو جامع
ہونگے۔ چنانچہ اوس کے الفاظ یہ ہیں والتوسل الیک اللھم مولانا
قائم القیامۃ صاحب النبوۃ والرسالۃ والوصایۃ والامامۃ

مہدویہ و مستعلویہ اور نزاریہ کی تفصیل

جو اسماعیلیہ عبد اللہ مہدی کی امامت کو ماننے لگے اور اونکو محمد بن اسماعیل
بن امام جعفر صادق کی اولاد اور امام برحق جاننے لگے۔ وہ مہدویہ
کہلاتے ہے مستنصر کے وقت تک مہدویہ کے عقائد ایک ہی چال ڈھال
پر رہے اور اسماعیل بن جعفر صادق سے لیکر مستنصر تک ہر ایک خلیفہ
مصر وافریقہ کو امام مفروض مانتے رہے۔ مستنصر کے بعد سے مہدویہ میں
اختلاف واقع ہوگیا کہ دو فرقے بن گئے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ مستنصر نے
اول اپنے بڑے بیٹے المصطفی لدین اللہ نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد
نص کی پھر اوس سے ناراض ہوگئے۔ چھوٹے بیٹے ابو القاسم احمد المستعلی
باللہ کی امامت کے لئے نص کردی۔ سو ایک جماعت نے نص ثانی کو

نص اول ہی ناسخ قرار دیا اور مستعلی کو امام برحق مانا چنانچہ ان لوگوں کو
مستعلویہ کہتے ہیں اور ایک جماعت مستنصر کی نص اول کے بموجب
نزار کو امام ماننے لگی اور کہنے لگی کہ نص ثانی لغو ہے اسلئے کہ نص اول
انکا امر نور الٰہی تھی اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ حضرت جعفر صادق کے
بعد انکی نص کے بموجب اسماعیل امام ہوئے۔ موسیٰ کاظم تو یہاں بھی
نزار کی نسبت حق وصیت باطل نہیں ہوسکتا اس فرقہ کو نزاریہ کہتے ہیں
یہ لوگ نزار کی دعوت دینے لگے۔

تحفۂ اثنا عشریہ میں نزار کو مستنصر کا بھائی بتایا ہے اور دبستان المذاہب
اور تاریخ فرشتہ اور حبیب السیر اور مرآۃ العالم اور روضۃ الصفا وغیرہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستنصر کے بیٹے تھے۔ اور مجالس سیفیہ سے بھی یہی
ثابت ہوتا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ مستنصر باللہ نے دفعۃً رحلت
کی انکے پسر اکبر نزار پہلے ولیعہد تھے مانسکے وہ غائب ہوئے اور نزار کے
چھوٹے بھائی مستعلی ولیعہد ہوئے مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی نے
تخت قاہرہ پر جلوس فرمایا اور نزار نے علیحدہ نشان حکومت قائم کیا۔
دونوں بھائیوں میں جنگ عظیم ہوئی فدائیان قلعۂ الموت ایران سب نزار
کے طرفدار تھے اور ابتدا میں سب مستعلی کے طرفدار تھے [illegible] کہو کہ جب
احمد مستعلی خلافت پر متمکن ہوئے تو نزار اسکندریہ کو بھاگ گئے اور وہاں
مستنصر کا ایک غلام حاکم تھا اس نے تعظیم و تکریم کر کے سریر فرمانروائی
پر بٹھایا مستعلی نے ایک بھاری فوج اسکندریہ کو بھیجی جس نے حاکم غلام کو
مار ڈالا اور نزار کو قاہرہ میں پکڑ لائے مستعلی نے انکو قید کر دیا قید ہی میں
انتقال ہوا۔ اگرچہ اول ہی داعیان مذہب اسماعیلیہ نے دوسرے مذہب
میں اپنی دنیاوی ثروت حاصل ہونے کیلئے [illegible] دیکھ حضرت
اسماعیل کے نام کی آڑ پکڑ کے ایک نیا مذہب اسماعیلیہ اختراع کر لیا تھا
اس عہد سے میں تمام فرق اسماعیلیہ کی بنیاد ڈالی [illegible]
میں فلسفہ اور الحاد کو بھر دیا تھا مگر [illegible] تفصیل سے

فسق و فجور اور الحاد کی آمیزش کا اسلام میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا اس مذہب
کے اماموں اور داعیوں کی سوانح کتب تواریخ میں دیکھنے سے جنکی رونگٹے
کھڑے ہونے ہیں انہوں نے جاہل اور نیم وحشی مسلمانوں سے وہ وہ
کام بطور فدائیت کے کرائے کہ جن سے انسانیت کی جبین بے انتہا متنفر
اور ناخوش ہوگی اور قدرت خداوندی ہے کہ ان خلاف شرع کا موجبین
ایک شخص بھی خوشحال نہ رہا اون صحابہ کے پیروؤں سے صد درجہ نہ آیا
مذہبوں میں خلیفہ اسماعیلیان اور مشہور تفرقہ پرداز حسن بن صباح حمیری
جسکے حالات بڑی تفصیل سے ساخ کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور جسکے حالات
اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ ایسا ابن الوقت شخص کسی مذہب کا معتقد ہونا
دل میں فضول سمجھتا ہوگا - مگر ایک نیا دین یا مذہب اختراع کرنا سخت مہم
سے خالی نہ سمجھ کر مصلحتاً مذہب نزاریہ کا معاون ہوگیا - اور نزار کی طرف سے
دعوت شروع کی اور ایک مجہول النسب لڑکے کو نزار کی اولاد میں
قرار دیکر ہادی نام رکھا اور رفتہ رفتہ جنگجوئی اور دھوکے سے قلعہ الموت پر جو
سرزمین ایران میں ہے قبضہ کر لیا - اور وہاں اوس کے پیروؤں کا حشاشین
کا لقب ملا کیونکہ انکو حشیش یعنی بھنگ اوس وقت پلائی جاتی تھی جب
انکو متوالا بنا کر کسی مہم کے لئے آمادہ کیا جاتا تھا - یہ لوگ فدائی بھی
کہلاتے تھے اور جس کسی نے انکو حکم قتل کا دیا - نزاریہ کا اعتقاد ہے
کہ امام کو اختیار ہے کہ حکم شرعی کو اپنی مرضی سے دور کر دے - معاد جسمانی
کا انکار کرتے ہیں - معاد روحانی کے قائل ہیں جنت و دوزخ کے منکر ہیں
کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اوسکی موت ہے - اور امام کو شرع کے ساتھ
مکلف نہیں مانتے - آغا خانی خوجے بھی اسی طریق پر ہیں

خلفاء مصر کے خوارق

خلفائے مصر کی طرف بہت سے خوارق منسوب کئے جاتے ہیں - چنانچہ مستنصر کی
نے مجالس سبعہ کی مجلس سوم میں آمر کا ایک معجزہ لکھا ہے جو ناظرین کی

رنجش سے خالی نہوگا۔ کہا ہے کہ آمر کا وزیر افضل بن بدر اپنے دین مین
مذبذب تھا ایک شخص جو جادوگری مین ماہر تھا افضل کے پاس بھیجا تھا اور ایک
خوان بغیر اوٹھانے والے کے خودبخود اوٹھا چلا آتا تھا۔ لوگ تعجب کرتے تھے
خبر آمر کو پہنچی افضل کو حکم دیکر اوسے بلایا آمر کے سامنے بھی اوس نے
یہی شعبدہ دکھایا۔ پردے پر ایک شیر کی تصویر تھی۔ آمر نے اوس تصویر
کو حکم دیا مجسم شیر ہوکر ساحر کو کھا گیا افضل شرمندہ ہوا۔

اسماعیلیہ کے مذہبی مناصب ومدارج ومراتب

شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر عصر مین واسطے
ہدایت لوگون کے سات آدمیون کا ہونا ضرور ہے ایک امام کہ جناب غیب سے
اوسکو علوم اور احکام بے واسطہ پہنچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسکی
ذات ہوتی ہے دوسرا حجت کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیون تک
پہنچاتا ہے تیسرا ذوصصہ جو حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا داعی اکبر
یہ مومنون کے درجات کو بڑھاتا ہے اور امام اور حجت کے نزدیک لے کر
ترقی دیتا ہے۔ پانچوان داعی ماذون یہ طالبین سے عہد وپیمان لیکر امام کی
بیعت مین داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم ومعرفت سکھاتا ہے چھٹا مکلف
یہ شخص اگرچہ بڑے درجے کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہین ہوتا
اس کا صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے مقابلہ مین بحث اور دلیل کے
ساتھ شبہات ڈالدے اور اوسکے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر
ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اوس آدمی
کے پاس جاؤ اوس سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہو جائے گا۔ پھر داعی ماذون
اوس سے عہد وپیمان لیکر ذوصصہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ اگر طالب کی استعداد
ذوصصہ کے مبلغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہنچا دیتا
ہے۔ اسیطرح حجت امام کے پاس اگر موجود ہو۔ ساتوان مومن
یہ پیرو ہونگے وظائف اور کمالات دعاتیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر امام کے تحت باب اور حجت اور داعی ہوتے ہیں اور داعی کی ماتحتی میں ماذون اور مکاسر وغیرہ کام کرتے ہیں۔ اور باقی مومنین کا گروہ ہوتا ہے جو دعوت قبول کرتے ہیں۔

بوہری کی وجہ تسمیہ

یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ بوہار ہندوستانی زبان میں تجارت کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنی تاجر ہیں اور بوہرے راے مہملہ مکسور ردیاے مجہول سے تجارت کے معنی میں اس لفظ کی جمع ہے چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اسلئے بوہرہ کہلاتی ہے اور اسیوجہ سے یہ لوگ مرفہ حال کے ساتھ رہتے ہیں اور راس مالا کے ترجمہ گجراتی میں بوہروں کے حالات میں لکھا ہے چونکہ ان لوگوں نے عربستان کے ساتھ بیوپار جاری کیا جس سے وہ بیوپار سے یعنی بوہرے کہلائے ہے

بوہروں کا حسب و نسب

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان صلاح الدین کی کوشش سے ملک مصر سے مذہب اسماعیلیہ اکھڑ گیا تو اکثر وہاں اسماعیلیہ اپنے داعی کے ساتھ ملک مصر اور افریقیہ سے نکلکر چند سے یمن میں رہے چونکہ وہاں شہر حراز میں قدیم سے ان کا داعی موجود تھا اس لئے ہندوستان کو چلے آئے اب گجرات دکن۔ مالوہ۔ کوٹہ اور راجپوتانہ میں بوہرہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انکے داعی سابق میں احمدآباد ملک گجرات اور برہانپور ملک خاندیس اور اوجین ملک مالوہ میں رہتے تھے۔ اب کئی پشت سے بندر سورت میں رہتے ہیں اور دس لاکھ روپیہ کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے انکو ملتا ہے۔ امیرانہ ٹھاٹھ سے بسر کرتے ہیں۔

قاضی نور اللہ شوستری اثنا عشری نے جو ۱۰۱۹ ہجری میں مقتول ہوئے مجالس المومنین کی جلد اول میں لکھا ہے کہ اس زمانے سے تخمیناً تین سو برس

بنبترایک فاضل ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہین - ملا علی کی قبر کھنبایت مین ہی قاضی صاحب نے نام کے لکھنے مین غلطی کی صحیح نام عبد اللہ ہے نہ علی -

انگریزی بعض کتب تواریخ مین بھی لکھا ہی کہ بوہرے اصل مین ہندو تھے اسکی تصریح کتاب گجرات اینڈ گجراتی مولفہ بہرامجی ملہاری کے صفحہ ۲۴۹ کے نوٹ مین مندرج ہے - کہ بوہرے دراصل ہندو تھے - اور کسی قدر ہندوؤن کے رسم ورواج اور عقیدے پر اتبک وہ چلتے ہین - راس مالا کے ترجمہ گجراتی کی جلد اول کے صفحہ ۱۴۵ مین لکھا ہی کہ بہاٹ لوگ کہتے ہین کہ احمد شاہ نے برہمنون اور مہاجنون کو مسلمان بنایا تھا وہ بوہرے بن گئے - اور پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے ۲۲۵ مین لکھا ہے کہ محمود بیگڑہ کے عہد مین جسکی حکومت ۱۴۵۹ سے ۱۵۱۱ء تک گجرات مین رہی ہی بوہرونکی جماعت اسلام لائی ہے اور گیارہوین صدی اور چودہوین صدی عیسوی مین غالباً مسلمان ہوئے ہونگے - کیونکہ شمالی گجرات کے ہندو راجہ انہل واڑے والے شیعہ واعظونکے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے - اور غالباً کئی نسلون مین وہان اسلام پھیلا ہوگا انہل واڑے کو عربی وفارسی زبانونکے مورخ نہروالہ لکھتے ہین - اور تاریخ فرشتہ کے مقالہ چہارم مین سلطان مظفر گجراتی کے حالات مین لکھا ہے کہ نہروالہ پٹن کے نام سے مشہور ہی - اور پیران پٹن اور پاک پٹن بھی اسی کو کہتے ہین بعض کتابون مین لکھا ہے کہ نہروالہ منسوب ہی نہروال بن ہندو کی طرف حکیم زخمی کا شعر ہے ؎

چو نہروالہ کہ اندر دیار ہند ہم ؛ ز نہروالہ ہمی کرد پرشہان مفخر

یہ شہر ملک گجرات مین واقع ہی - سائیکلوپیڈیا آف انڈیا کی جلد اول کے صفحہ ۳۰۹ مین لکھا ہے کہ ولسن صاحب تحریر کرتے ہین کہ بوہرون کی بنا گجرات مین ہوئی ہے اور ایسا پایا جاتا ہے کہ وہان ہندؤن کو مسلمان بنا لیا گیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سندھ کی طرف سے آئے ہوئے ہین -

ایک فاضل بوہرے نے جنکا نام عبد العلی سیف الدین ہی اور صفی تخلص ہے

اور ۲۲ ذیقعدہ ۵۳۲ ہجری کو وفات پائی ہی اور رتبہ دعوت پر بھی فائز ہوئے تھے ایک کتاب زبان عربی مین بنائی ہی اوس کا نام مجالس سیفیہ ہے اور ۲۲ ذیقعدہ ۵۲۲ ہجری کو یہ کتاب تمام ہوئی - اوس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بوہرے ہندو سے مسلمان ہوئے ہین -

راجہ سدھ راؤ جی سنگھ والی گجرات اور اوسکے وزیر بھارمل اور دوسرے ہندوؤن کا اون مولائی عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا جو حضرت مستنصر کے حکم سے ہندوستان مین اشاعت اسلام کے لئے آئے تھے

مجالس سیفیہ کی نوین مجلس مین اسطرح مذکور ہی کہ شیخ آدم صفی الدین نے کہ جو کہ الدین نے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بنائے اونمین سے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام احمد تھا - اور اون کو داعیان یمن کے پاس بھیجا اور اون کو حکم دیا کہ ان دونون کو ہندوستان کی طرف روانہ کردیا جائے حسب الحکم وہ دونون یمن سے چلکر ہند مین آئے اور شہر کھنبایت کے ساحل پر اترے - یہان کا راجہ ایک بڑا راجپوت تھا جس کا نام سدھ راؤ جی سنگھ تھا - تمام ملک گجرات اوسی کے زیر نگین تھا اور دارالحکومت اوس کا شہر پٹن مین تھا - سدھ راؤ کے وزیر کا نام بھارمل تھا - (اس لفظ مین بائے موحدہ مفتوح کے بعد ہائے ہندی ہی اور اوس کے بعد الف ساکن اور رائے مہملہ موقوف اور میم مفتوح اور لام ساکن) اور وہ بھی راجپوت تھا اور عقیل اور مدبر آدمی تھا تمام ملک کی عنان حکومت اوس کے قبضہ اقتدار مین تھی - اور رئیسے

استقلال سے کام چلاتا تھا سدھ راو جے سنگھ نہایت متعصب تھا مسلمانون
... دلی بغض رکھتا تھا - جو مسلمان اوس کے ہاتھ لگتا اوسکو قتل کرا دیتا
اسلام کا سخت دشمن تھا اور بتونکی بڑی عقیدت کے ساتھ پرستش کرتا تھا - غرض
صورت شیخ عبد اللہ کہین سے زبان ہندی سیکھ کر آئے تھے - اور کفایت کی ساتھ
پر اسرت اور اونکو اپنی جان کا بہت اندیشہ تھا خوف و رجا کی حالت مین رہی
اور ساحل کے باغون مین چھپے رہے - ایک روز کھیتونکی طرف اون کا گذر
ہوا ایک آدمی مع اپنی عورت کے کام کر رہا تھا - عبد اللہ اون کے پاس گئے
اور پانی دریافت کیا تاکہ پیوین - جواب دیا کہ ... پانی تو اس کنوین مین تھا -
لیکن چند روز ہوئے کہ وہ سوکھ گیا ہے عبد اللہ نے کہا کہ مجھے دکھا دو وہ
کنوان کہان ہی اون دونون نے کہا کنوان یہی ہی کیا کروگے کیا تم اوس مین
پھر پانی نکال سکتے ہو عبد اللہ نے جواب دیا نہین مگر اللہ ہر شی پر قادر ہی
اور جو چاہے کرے اور اوس کا حکم کیا گیا رد نہین ہو سکتا - پھر عبد اللہ نے
اون دونون سے کہا کہ اگر خدا تعالے اس وقت اس کنوین کے پانی سے
تمپر اپنا احسان کرے تو اوسوقت تم دونون میرے ہاتھ پر مسلمان ہو جاوگے
اور میرے رب پر ایمان لاوگے دونون بولے ہان جو تم کہتے ہو اگر اللہ کردی
تو ہم وہی کرینگے جو تم کہوگے پس عبد اللہ کنوین مین اوترے اور اوسکی تہا مین
ایک نیزہ جو اونکے ہاتھ مین تہا گاڑ دیا پانی اوسوقت جاری ہو گیا - عبد اللہ
باہر نکل آئے اور پانی کنوین سے باہر اوبلنے لگا - یہانتک کہ بھر گیا - اور دونون
عورت و مرد یہ حال دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور ایمان لائے اور عبد اللہ نے
جو کچھ اون سے کہا قبول کیا مرد کو کاکا اکیلا اور عورت کو کاکا اکیلی
کہتے ہین - عبد اللہ ان دونون کے پاس ٹھیرے رہے - دونون اونکی
خدمت و حفاظت کرتے تھے یہانتک کہ اون سے محبت پیدا ہو گئی - اور
دونون سے عبد اللہ نے زبان ہندی کی تکمیل و ترقی کی بعد اس کے اون
دونون سے ظاہر کیا کہ مین اسلئے بھیجا گیا ہون کہ سندھ مین اسلام ظاہر کرون - اور
اہل ہند کو ایمان کیطرف دعوت کرون لہذا مین نے اس بارے مین مشورہ کیا دونون نے

جواب دیا کہ یہ جو تم چاہتے ہو اوس وقت تحقیق ممکن ہوگا کہ جب کوئی ایک
شخص ہند کے سادھون اور رائیون میں سے مسلمان ہو جاوے اور اس ملک میں
تمھاری کوشش کا اوس وقت نفع ظاہر ہوگا جب راجہ کا وزیر تمھارے قابو
میں آجاوے اور ہمارے بڑے مت کے پوجاریون میں سے ایک شخص سے ساتھ
بہت عقیدت رکھتا ہے اور اوس کی بزرگی کا معترف ہے اور تحسین سے ہر مہینے میں
اکثر بتہ اوسکی قدمبوسی کے لئے جایا کرتا ہے اور اوس کے حکم سے سرمو اختلاف
نہین کرتا بہت مانتا ہے اوسکی رائے پر چلتا ہے۔ پس اگر تم اوس پوجاری کے
پاس پہنچ جاؤ اور وہ تمھارے ہاتھ پر ایمان لے آئے تو جو کچھ تم چاہتے
ہو اوسکا ظہور ممکن ہوگا عبداللہ اس مشورے کے بموجب روانہ ہوئے اور
شہر کھنبایت میں پہونچے اور اوس مورت کے مندر تک چلے گئے جہاں وہ
پوجاری رہتا تھا اور وہ لڑکون کو پڑھاتا تھا اور کلو (ہ) کھاو (آ)
کرکے حرف بتاتا تھا شیخ صاحب سنکر کہنے لگے کہ پنڈت جی ایک عجیب بات
تمھاری تعلیم میں دیکھی کہ تم سکھاتے تو ایک حرف ہو اور بولتے ہو چار حروف —
پنڈت انکی بات سنکر متعجب ہوا اور کیفیت اس کی دریافت کرنے لگا اونھون نے
خلوت کا اشارہ کیا پس خلوت میں جاکر اوس کے ساتھ بات چیت کی کہ جس سے
اوس کا دل اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور جبکہ وہ اونکی طرف مائل ہوگیا۔ اور گرم گرم ہوکر
گفتگو کرنے لگا تو اوس کو رازہائے پنہانی سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم ہندی میں کہتے
ہو ایک حرف ک ([illegible]) اور بولتے ہو چار حروف گو [illegible] وہ تین کاف ہین اور
اعتبار نکلے دو دلیل ان میں پہلے دونون کاف سے مراد اصل روحانی کی شان ہے
اور وہ ایک حسن سے ہے اور وہ عقل ہے اور تیسرا کاف ہے اور دونو سے مراد وصل جسمانی
کی شان ہین اور دونون کے درمیان ایک نسبت سے نا معلوم ہے
اور یہ ایک سے مراد اصل ہے سے ایک [illegible] ہے اور دوسرا ساکن اور دو دلیل
اس بات کی [illegible] دو نون میں [illegible] اور دوسرا [illegible] اسی قسم کی
باتیں ہوتی رہیں یہانتک کہ پنڈت عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور
ایمان لایا پھر عبداللہ اوس کے پاس ٹھیرے رہے اور اوسکی تعلیم و تادیب

وتہذیب مین سرگرم رہے اور سمجہاتے کہ بہارمل کو اس راہ پر لاوے اور وہ چپ چاپ عبد اللہ کی راے پر عمل کرتا رہا جب بہارمل اوسکے پاس آتا تخلیے مین باتین کرتا ہندو کے نقص اور اونکی عبادت کے عیوب اوسکے سامنے بیان کرتا۔ جب اوسکے کلام نے اثر کیا تو بہارمل دین اسلام کی تعظیم و تکریم کرنے لگا وہ ہمیشہ شرف اسلام بیان کرتا تھا۔ بہارمل دنیا اوسکی مراد اور اصل کہانی اسلام سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاف صاف بیان کیجیے کہ اگر آپنے اپنا دین قدیم ترک کیا ہے اور اوسکے سوا اور دین اختیار کیا ہے تو مین بھی آپکے ساتھ ہون حسد ین پر آپ ہین جبکہ پزرگی اوس کی آپنے پہچانی بہارمل کے سامنے اوس پنڈت نے اپنا حال بیان کیا اور عبد اللہ کا اظہار کیا یہانتک کہ بہارمل داخل اسلام ہوا اور اوس نے عہد لیا۔ بہارمل مومن مخلص ہو گیا۔ اور ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ اور چھپ کر نماز پڑھتا تھا اور پنڈت سے خفیہ آتا جاتا رہتا تھا اور پنڈت کے پاس چھپکر عبد اللہ سے خفیہ واجب دین اسلام اور اخلاق ایمان اور علوم آئمہ آل محمد علیہم السلام سیکھا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اوس دین اسلام مین آجانے کے حال سے اوس کا ایک خدمتگار واقف ہو گیا۔ اور سیدھا راجے سنگھ سے یہ سارا حال بیان کر دیا راجہ نے کہا کہ اگر مین اوس کو اپنی آنکھ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھ لون تو جیسا کہ اور لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہی اوسکو ویسی ہی سزا دون پھر جاسوس چل خود ایسے وقت مین راجہ کو لاے کہ بہارمل نماز پڑھ رہا تھا۔ بہارمل نے جب یہ بات سنی کہ راجہ یہان آیا ہوا ہے اوٹھ کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ راجہ نے کہا اے بہارمل یہ جو تم کر رہے تھے بڑی بات ہی۔ وزیر نے عرض کیا کہ یہ جو کام مین کر رہا تھا کوئی ایسی چیز نہین ہی جو میرے خلاف حضور سے عرض کیا گیا ہے ملکہ مینے اسوقت ایک سانپ دیکہا تھا کہ نکل کر اس صندوق کے تلے چلا گیا جو میرے پاس رکھا ہوا ہے۔ بس مین کھڑا ہوا اوسے ڈھونڈھتا رہا۔ پھر جھک کر دیکھنے لگا تو بھی نہین پایا۔ پھر زمین پر سر لگا کر دیکھتا تھا کہ شاید نظر آجاے راجہ نے اوس صندوق کے نیچے سانپ کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا ایک

اوس کے نیچے سے ایک سانپ بل کھاتا ہوا نکل آیا راجہ نے بھارمل کی بات
کو سچ جانا اور چغل خور جھوٹے پڑے اور بھارمل کی آبرو خدا نے بچائی ۔
اور اوسپر وثوق زیادہ ہوگیا اوس مندر مین ایک لوہے کا ہاتھی تھا معلق
بلا تعلق نیچے سطح سے اور بڑے بت کے بعد اوسکی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی ۔
اور راجہ سدہ راؤ جے سنگھ ہر سال ایکمرتبہ کھنبایت مین زیارت کے لئے
آکر بڑے بت کی پوجا کرتا تھا ۔ جو جو قربانیان ممکن ہوتی ہین چڑہاتا تھا اس
سال جبکہ راجہ کھنبایت مین آیا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح کے وقت بت کی زیارت
کے لئے مندر مین جاوے عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ راجہ سے جاکر
کہہ کہ شب کو ہاتھی نے مجھسے خواب مین بیان کیا کہ مدت دراز سے معلق ہون
بغیر سہارے کے کھڑے کھڑے اکتا گیا ہون ۔ اب مین چاہتا ہون کہ ایک
پاؤن زمین پر ٹیک دون یہ بات سنکر راجہ اور اوس کے ساتھی متحیر ہوے
جب رات ہوئی تو عبداللہ اوٹھکر ہاتھی کے پاس گئے اور بغور دیکھا تو وہ
ہوا مین معلق پایا گیا ۔ اور اوس کے چارون طرف سطح مین سنگ مقناطیس
مرصع جڑا ہوا تھا اور ہر سنگ اپنی طرف کھینچے ہوے تھا ۔ بس ایک پتھر جو
ایک پاؤن کے مقابل تھا اوکھیڑ لیا ۔ ہاتھی نے ایک پاؤن زمین پر ٹیک دیا
جب صبح ہوئی یہ خبر لوگون مین منتشر ہوئی اور ہجوم عام ہوا ۔ راجہ نے سنا تو
حیرت و غم مین گرفتار رہا ۔ پھر کئی روز بعد عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ
پھر جا اور راجہ سے کہہ کہ ہاتھی چاہتا ہے کہ دوسرا پاؤن بھی زمین پر ٹیکے
اور ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا ۔ چند روز مین چارون طرف سے پتھر
اوکھیڑ ڈالے یہانتک کہ وہ ہاتھی چارون پاؤن سے زمین پر آرہا
اور راجہ کو نہایت غم و الم اور حیرت دامنگیر ہوئی بعض آدمیون نے
ہ کو خبر دی کہ پوجاری نے اپنا دین ایک عرب مسلمان کے لئے جو چند روز
سے اوس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے تبدیل کر ڈالا ہے ۔ عرب اور پنڈت دونون نے
یہ کچھ کرتب کیا ہے ۔ راجہ سنکر پوجاری اور عبداللہ پر نہایت خشمگین ہوا
اور گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے ۔ اوسوقت عبداللہ ظاہر ہوے

ادر منہ کی سیدھ ہو کر پڑھا کرتے تھے اور کچھ آیات و ادعیات حرز پڑھتے ہیں ۔ جب
لشکری اونکے قریب پہنچے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور بڑھ نہ سکتے تھے ۔ بلکہ بھاگ گئے تھے ۔ جب یہ خبر راجہ کو پہونچی تو خود
لشکر لیکر چلا جب اتنے قریب پہنچ گیا کہ شیخ عبد اللہ اچھی طرح نظر آنے
لگے تو پاؤن اوس جگہ جم گئے اور رانون مین آگ بھڑک رہی تھی ۔ راجہ نے
اس حالت سے زاری کی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ مین تمہارے دین مین داخل
ہوتا ہون ۔ عبد اللہؒ نے اوس پر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی
زنجیرون سی آزاد ہو گئے ۔ اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اون کا
حال پوچھنے لگا ۔ عبد اللہؒ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ تیرا بت جسکی تو پوجا
کرتا ہے میرے سامنے ذلیل ہو کر میری خدمت کرنے لگے تو تم اسلام
لا کر میرے دین مین داخل ہو جاؤ گے ۔ جواب دیا کہ جب یہ [illegible] ہوکر
دکھاوے تو ایسا کرونگا ۔ عبد اللہؒ نے کہا واللہ علی ما نقول وکیل (یعنی
دیکھو جو کچھ ہم کہتے ہین خدا اوس پر مختار ہے) اور بت کی طرف دیکھ کر
فرمایا او ملعون اوٹھ اور میرا ڈول بھر کر تالاب سے پانی [illegible] اور [illegible]
بت [illegible] بحکم خدا وہ بت کھڑا ہو گیا ۔ اور جواب دیا لبیک
وسعدیک اور ڈول لیکر تالاب پر گیا ۔ اور سارے تالاب مین تمام پانی جسقدر
تالاب مین تھا بھر لیا اور تالاب کو [illegible] خالی چھوڑ دیا کہ مچھلیان تڑپنے
لگیں اور ڈول بھر کر عبد اللہؒ کے پاس لا کر رکھا ۔ لوگون نے شور و غل
مچایا کہ جانور بغیر پانی کے فنا ہو جائینگے ۔ اور عرض کرنے لگے کہ آدمیون
اور جانورون پر رحم فرما کر بت کو حکم دیجئے کہ پانی پھر تالاب مین چھوڑ دے
چنانچہ اونھون نے حکم دیا بت نے پانی ڈالدیا ۔ اور تالاب بھر گیا ۔
شیخ عبد اللہ کی یہ کرامات دیکھکر بہت سے ہندو مسلمان ہوئے ۔
جسقدر برہمن مسلمان ہوئے اونکی زنار ایک من سے زیادہ وزن مین تھے
غرضکہ اس کارروائی سے شیخ عبد اللہ [illegible] کی کوشش سے [illegible]
بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے ۔ اور [illegible] بھی بہت سے آدمی

مسلمان ہوتے ہے - بعد اسکے شیخ عبداللہ بھارمل کے بیٹے یعقوب
کو علم دین سکھایا اور موت کے وقت اون کو اپنا جانشین کیا یعقوب نے
داعی رکھے پھر یعقوب نے اپنے چچا تارمل (تاے فوقانی اور راے مہملہ
موقوف) کے بیٹے فخر الدین کو باگڑہ (باے موحدہ اور کاف فارسی مفتوح
اور راے ثقیل سے) میں گجرات کے ڈونگرپور ملک راجپوتانہ میں واقع ہے بھیجا -
اور وہان اسلام قایم ہوا - اور فخر الدین (۲۷ محرم کو) کفار کے ہاتھ سے باگڑ
میں شہید ہوکر اوطلہ گلیا کوٹ (کاف فارسی مفتوح لام ساکن یاے
تحتانی مفتوح الف ساکن کاف تازی مضموم واو مجہول تاے ثقیل موقوف
سے) میں مدفون ہوے اونکی قبر بوہرون میں زیارت گاہ عام ہے یعقوب
نے داعیان یمن کے اذن سے ہندوستان میں کاروبار انجام دیا -
اور وفات کے وقت اپنے بیٹے اسحاق کو اپنا جانشین کیا اسحاق نے
اپنے بیٹے علی کو اپنا قایم مقام بنایا - علی بن اسحاق نے ملا آدم اور پیر حسن
اور اپنے فرزند داود کو علم ادب سکھا کر ملا آدم کو احمد آباد پیر حسن کو سدھ پور
بھیجا اور داود کو اپنے پاس پٹن میں رکھا اور وفات کے وقت پیر حسن کو اپنا جانشین
کیا اور پیر حسن (۲۳ محرم کو شہید ہوتے وقت) اپنا جانشین ملا آدم کو کر گئے - بعد
ملا آدم نے اپنے بیٹے ملا حسن کو اپنا جانشین کیا - ملا حسن نے اپنے فرزند
ملا راجح کو اور ملا راجح نے اپنے بیٹے ملا جعفر کو اپنا قایم مقام بنایا یہانتک
داعیان گجرات داعیان یمن کے تابع رہے - ملا جعفر کے زمانے میں یمن کی
دعوت عظمی کا رتبہ منتقل ہو کر ہند میں داعی یوسف پر آگیا - اور داعی ملا
جعفر داعی یوسف کے منتخب ہوگئے -

کتب تواریخ سے مجالس سیفیہ کی حکایت صدر کا مقابلہ

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل جلد تین کے صفحہ ۲۸۰ سے بوہرون کی

ابتدا کے حالات راس مالا کے گجراتی ترجمے کے صفحہ ۱۴۱ مین اسطرح نقل کئے ہین
کہ یعقوب نامی ایک آدمی اپنے گھر کی فساد کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑکر سنہ ۴۲۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۰۳۱ع مین مصر سے کھنبایت کو آیا اوس کو مذہب والوں نے ہندوستان مین
پہلا قدم رکھنے والا آدمی تہا اوسوقت مین اس مذہب کا سب سے بڑا ملا جو کہ یمن سے
یمن مین رہتا تھا فاطمی (ذویب) بن موسیٰ نامی تھا۔ مصر مین خلیفہ مستنصر باللہ
کا عمل تہا اور سدراس سنگھ (سدھ راج جے سنگھ) ہندوستان مین بیان کے
کا راجہ تہا بہت سے ایسے ثبوت ملتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر
سنہ ۴۸۷ ہجری مین مرچکے تھے اور اونکا پوتا حافظ گیارہوان خلیفہ جس نے
سنہ ۵۲۴ ہجری سے سنہ ۵۴۴ ہجری تک حکومت کی حکمران تہا اوس وقت کے بارے مین گجرات کی
تواریخ کا سلسلہ گو گڑبڑ سے بہرا ہوا ہے۔ تو بھی اوپر کے وقت کے ساتھ مین ملتا ہوا ہے
کیونکہ سدھ راج جے سنگھ کے جس نام سے بگڑا ہوا لفظ سدراس بنا ہوا معلوم
ہوتا ہے سنہ ۱۰۹۴ع (مطابق سنہ ۴۸۷ ہجری) مین انہل واڑے (پٹن) کا راجہ تھا
ان بیان کے بعد راس مالا مین اس قصے کو اس طرح پورا کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یعقوب کھنبایت مین آکر ایک مالی کے شامل رہا جسکو اوس نے اپنے مذہب
مین داخل کیا پہر اوس نے ایک برہمن کے لڑکے کو مسلمان کیا سدراس راجہ
اور اوس کے دو دیوان تارمل (تاتارے فوقانی سے) اور بھارمل دو بھائی تھے وہ
کھنبایت کے ایک مندر مین اکثر جایا کرتے تھے۔ وہان پر ایک لوہے کا ہاتھی مقناطیس کے
زور سے لٹکا رکھا تہا۔ یعقوب نے اون پتھرون کو نکال ڈالا اور برہمنون کے
ساتھ بحث ہوئی جس مین بھی یعقوب جیتا۔ سدراس اور اوسکے درباریون کو ایسی
کرامت دکہائی جس سے اونہون نے اوس کا مذہب اختیار کیا۔ اور اونکی متابعت
دوسرے ہندون نے بھی کی اور ان نومسلمون نے عربستان کے ساتھ بیوپار
جاری کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلاتے۔
اس قصے کے صحیح امون مین بہت گڑبڑ پائی جاتی ہے۔ سدراس سنگھ
دراصل مین سدراجے سنگھ ہوگا۔ گجرات مین اس نام (سدراجے سنگھ)
سے سدھ راج جے سنگھ مشہور ہے۔ لیکن تارمل اور بھارمل یہہ

دو دیوان جو لکھے ہیں قیاس ایسا جاتا ہے کہ ویردھول[۱] واگھیلہ (گہیل) کے دیوان دو بھائی تیجپال اور وستپال[۲] تھے - یہ وہی دو ہوں تو ہوں جن کو تارپل اور بہارمل مشہور کردیا ہے - اور پھر کمارپال یا اجے پال کی باتیں جو دوسری جگہہ لکھی ہوئی ہیں - اور جنکے مطابق راجہ نے دوسرا مذہب اختیار کر لیا تھا سدھ راج جے سنگھ کی طرف منسوب کردی ہیں کیونکہ یہ بات تحقیق ہے کہ سدھ راج نے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا - بلکہ وہ ہندو مذہب پر مرا ہے -

سدھ راج جے سنگھ کے مسلمانوں کے ساتھ عدل و انصاف اور مہربانی کا ثبوت

سدھ راج جے سنگھ جسکو مجالس سیفیہ میں سدھراو جے سنگھ لکھا ہے سولنکی راجپوت تھا اس کے حالات کتب تواریخ میں مفصل مذکور ہیں - گجرات اور مالوہ اور پٹن اوس کے زیرنگین تھے - قلعہ بھروچ اوسی نے بنایا تھا - اور سدھ پور بھی اوسی نے آباد کیا ہے - اس راجہ کا نام جے سنگھ اور سدھ راج اس کا لقب تھا - سدھ سین کے کسرے سے کراماتی کو کہتے ہیں اور سدھ راج کے معنی اہل کرامات کا سردار اور پیشوا ہیں - کیونکہ وہ بڑا مذہبی آدمی تھا - اس راجہ کی حکومت کا زمانہ سمت ۱۱۵۰ بکرمی مطابق سنہ ۱۰۹۴ء موافق سنہ ۴۸۷ ہجری سے سمت ۱۱۹۹ بکرمی مطابق سنہ ۱۱۴۳ء موافق سنہ ۵۳۷ ہجری تک ہے - سمت ۱۱۹۹ بکرمی میں کمار پال اوس کا ایک رشتہ دار اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا -

جامع الحکایات سے الیٹ نے تاریخ ہندوستان کی دوسری جلد میں ایک قصہ کا ترجمہ کیا ہے جس کی نسبت اوس کا مولف محمد اوفی کہتا ہے کہ میں نے اس قصے سے بہتر دوسرا قصہ نہیں سنا - محمد اوفی ایک دفعہ کھنبایت میں تھا جو سمندر کے کنارہ پر

---

۱ واو مکسور اور یای معروف اور رای مہملہ کے وقف اور دال مہملہ مخلوط بہا کے فتحہ اور سکون سے ۱۲ ۔ ۲ واو مفتوح سین و تای فوقانی ساکن سے ۱۲

آیا ہو۔ اور جس میں بہت سے سنی مسلمان رہتے تھے جو مذہب کے نہایت پابند اور
سچے تھے۔ وہاں اوس نے سنا کہ یہ شہر (کھنبایت) گجرات کے راجہ جے سنگھ
کے قبضہ میں تھا جس کا دار الحکومت نہروالہ (پٹن) تھا اور اوس کے عہد میں یہاں
آتش پرستوں اور مسلمانوں کی بڑی آبادی تھی۔ مسلمانوں کی ایک مسجد تھی اوس کے
پاس ایک منار بھی تھا۔ جس میں کھڑے ہوکر موذن اذان دیتا تھا۔ آتش پرستوں
نے غیر مذہب والوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے بھڑکایا۔ جنہوں نے وہ منار توڑ ڈالا
اور مسجد جلا دی اور اسی مسلمان مارے گئے۔ مسجد کے خطیب کا نام قطب علی تھا
وہ بچ کر نہروالہ کو گیا اور اوس نے تمام مظالم کی فریاد کی۔ راجہ کے درباریوں میں
سے کسی نے اوس کے حال پر توجہ نہ کی اور نہ مدد دی ہر ایک درباری اپنے ہم مذہبوں
کے بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ قطب علی نے یہ سنا کہ راجہ شکار کو جانے والا ہے
وہ جنگل میں جا کر راجہ کی رہگذر پر بارہ درخت کے تلے بیٹھ گیا۔ جب راجہ ادہر
پہنچا تو قطب علی نے عرض کیا کہ آپ ہاتھی کو ٹھیرا کر میری جو شکایت ہے وہ سن لیجیے
راجہ نے ہاتھی روک لیا۔ قطب علی نے ایک نظم جو ہندی کی شاعری میں بنائی تھی
اور اوس میں یہ تمام واقعہ لکھا تھا راجہ کے ہاتھوں میں دیدی۔ راجہ نے وہ نظم
پڑھکر اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ قطب علی کو اپنے ساتھ حفاظت سے رکھے اور
جب میں کہوں اوس کو دربار میں پیش کرے۔ اسکے بعد راجہ لوٹا اور اپنے نائب
کو بلا کر فرمایا کہ تمام ریاست کا کام تم کرتے رہنا میں تین روز کے لیے تمام کام
چھوڑ کر زنانے میں رہونگا۔ اس عرصے میں کسی ریاستی کام سے مجھے دق نہ کیا جائے
اور اوسی شب کو راجہ ایک سانڈنی پر سوار ہوکر نہروالہ سے کھنبایت کو
راہی ہوا اور چالیس فرسنگ کے فاصلے کو ایک رات دن میں طے کیا اور سوداگر
کے بھیس میں شہر میں داخل ہوا۔ اور بازاروں اور کوچوں میں الگ الگ موقعوں پر
ٹھیر کر قطب علی کی شکایت کے متعلق حالات ٹٹولتا رہا۔ راجہ کو خوب تحقیق ہوگیا
کہ مسلمانوں پر ظلم ہوا ہے اور وہ قتل کیے گئے ہیں۔ بعد اس کے ایک برتن
سمندر کا پانی بھر کر اور لیکر نہروالہ کو لوٹ گیا۔ جہاں پر اپنی روانگی سے تیسری رات
کو پہنچ گیا۔ اور صبح کو اوس نے دربار کیا۔ اور قطب علی کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنا سارا

واقعہ بیان کر و اوس نے تمام وکمال حقیقت سنائی دربار کے گروہ کے غیر مذہبی
آدمیون نے چاہا کہ اوس کو جھوٹا بنائین اور دھمکائین - اسپر راجہ نے اچھے
پانی والے کو فرمایا کہ وہ پانی کا برتن حاضرین کو دیدے تاکہ وہ سب اوس مین سے پیوین
ہر ایک شخص نے اوس کو پینا چاہا اور چکھ کر چھوڑ دیا اور سمجھ لیا کہ سمندر کا پانی ہے
پینے کے قابل نہین - اس کے بعد راجہ نے کہا کہ چونکہ اس معاملے مین جدا جدا
مذہب والون کا ایک دوسرے سے تعلق تھا اسلئے مینے کسی پر بھروسا نکیا اور
خود کھنبایت کو جاکر تمام حالات کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانون پر فی الواقع جبر
و ظلم ہوا ہی - پھر اوس نے کہا کہ میرا یہ فرض ہے کہ اپنی تمام رعایا کے حال کی نگرانی
رکھون - اور اونکی ایسی حفاظت کرون کہ وہ امن کے ساتھ رہ سکین - اس کے بعد
اوس نے حکم دیا کہ غیر مذہب والون یعنی برہمنون اور آتش پرستون اور دوسری
ذات والون مین سے دو دو معزز آدمیون کو سزا دیجاے اور ایک لاکھ بالوترے
(چاندی کا سکہ) اوس عبادت مسجد کی دوبارہ تیاری کے لئے دئے - اور چار
پارچے کا خلعت عطا کیا اس خلعت کے کپڑے اب تک حفاظت سے رکھے ہوئے
ہین اور کسی بڑے تیوہار کی تقریب مین دکھائے جاتے ہین وہ مسجد و مینار کچھ
روز دن پہلے تک کھڑے تھے لیکن جب بالا (مالوہ) کے لشکر نے ملک نہروالہ
پر حملہ کیا - اوس وقت مین وہ توڑ ڈالے گئے - سید شرف تمین (تاے فوقانی سے
بروزن تمکین) نے اپنے خرچ سے اونھین بنوایا - اور ایک کی بجاے چار مینار
تعمیر کرائے اور جن سونے کے کلس چڑھوائے ہین وہ اپنے مذہب کی اس عمارت کو
غیر مذہب والون کے ملک مین چھوڑ گیا اور وہ عمارت اب تک موجود ہی - غرضکہ نول
کہ اودی جے سنگھ ہندوستان کے اوس زمانے کے والیان ملک مین سب سے
بڑا اور نہایت مدبر تھا - وہ بڑی نرمی کے ساتھ حکومت کرتا تھا - اور دوسرے
سرداروں کو اپنے دباؤ مین رکھتا تھا - جامع الحکایات شمس الدین التمش کے وقت
مین سنہ ۱۲۱۱ع کے قریب بنی ہے -

ائمہ کی ترتیب

بوہرے مستنصر کے بعد مستعلی باللہ کو امام حق جانتے ہیں مستعلی کے انتقال کے
بعد اونکے بیٹے آمر باحکام اللہ تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ۴ ربیع الثانی سنہ ۵۲۴
ہجری کو آمر کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ابو القاسم طیب رکھا اور جس مکان میں
اونکی ولادت ہوئی تھی اوس کا نام محبت الحق معمور مقرر کیا گیا۔ ۳۰ ذیقعدہ
سنہ ۵۲۶ ہجری کو آمر قاہرہ میں سرراہ زخمی ہوئے تو اپنی جانشینی کے لئے طیب
کے واسطے وصیت کی اور ابن مدین کو بلاکر تربیت کے لئے اونکے حوالے کیا
اور کہا کہ اپنے بعد اپنے داعی ابو علی کو باب مقرر کیجیو اور وصایا کرکے راستہ میں آمر نے
رحلت کی اور امراے دولت طیب کو لیکر قاہرہ چھوڑکر چلے گئے اور مستور ہوگئے
جب یہ خبر یمن میں پہنچی تو حرہ ملکہ اور داعی ذوئب دعوت میں قائم ہوئے
اور طیب بن آمر کی بیعت لیتے رہے۔ قاہرہ میں مسندنشین خلافت عبد المجید ہوا
جسکا لقب الحافظ لامر اللہ تھا اور افضل بن بدر وزیر آمر نے قاہرہ کو خوب
لوٹا اور دین نواصب جاری کیا۔ جیسا کہ مجالس سیفیہ میں لکھا ہے۔ جو آدمی
امام مخفی و مستور اور اوس کے شیعہ کے درمیان میں سفارت کرتا ہے اوسے
باب کہتے ہیں۔

آمر کا شہید ہونا ۳ ذیقعدہ سنہ ۵۲۶ ہجری کو مجالس سیفیہ میں لکھا ہے۔
اور دوسری کتب تواریخ مثلاً حبیب السیر تاریخ گزیدہ۔ روضۃ الصفا ناسخ التواریخ
اور جنات الفردوس وغیرہ سے سنہ ۵۲۴ ہجری میں اون کا مقتول ہونا ثابت ہے
اور ابوالفدا سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۵۲۲ ہجری میں مارے گئے تھے

بوہرے شیعوں میں سے اسماعیلیہ اور اسماعیلیہ میں سے مہدویہ اور مہدویہ میں سے
مستعلویہ۔ اور مستعلویہ میں بھی خاص طیبیہ ہیں اسلئے کہ تمام خلفاے مصر کو
جنہوں نے حکومت مصر پائی امام نہیں مانتے۔ بلکہ اون میں سے آمر بن مستعلی
بزرگ جانتے ہیں۔ آمر کے بعد اونکے بیٹے طیب ابوالقاسم کو امام حق جانتے ہیں
اور آمر کے بعد حافظ اور ظافر اور فائز اور عاضد کی امامت کے قائل نہیں ہیں
تو اونکے نزدیک یہ چاروں خلفاے غاصب قرار پائے ہیں۔ کیونکہ خلافت
و امامت آمر کے بعد طیب کا حق تھا۔ پس اونکے نزدیک جناب سرور کائنات

کے بعد وصی اور آئمہ کی ترتیب اسطرح ہے (۱) وصی حضرت علی (۲) امام حسن (۳) امام حسین (۴) امام زین العابدین علی (۵) امام محمد باقر (۶) امام جعفر صادق (۷) امام اسماعیل (۸) امام محمد (۹) امام عبد اللہ (۱۰) امام احمد (۱۱) امام حسین (۱۲) امام مہدی (۱۳) امام قائم (۱۴) امام منصور (۱۵) امام معز (۱۶) امام عزیز (۱۷) امام حاکم (۱۸) امام ظاہر (۱۹) امام مستنصر (۲۰) امام مستعلی (۲۱) امام آمر (۲۲) امام طیب۔

امام و داعی کے تقرر کا طریق

بوہرونکے نزدیک وجوب امامت کا طریق نص ہے۔ اسیطرح منصب کا حال ہے جو امام یا داعی اپنی حیات میں جسکے لئے اپنی قایم مقامی کی نص کردیتا ہے وہی اوس کا جانشین مانا جاتا ہے بس نہ کوئی اپنی مرضی سے اوس منصب کا دعوے کرنے سے حقدار سمجھا جاتا ہے اور نہ دوسرون کے انتخاب کو اس مین دخل ہے۔ اگر چند آدمی جمع ہوکر کسی شخص کو ...... کسی کی قایم مقامی کے لئے منتخب کرلین اور اوسکے ساتھ بیعت کریں تو حقدار اور وارث جایز نہین قرار پا سکتا۔ جب تک کہ اگلے کی طرف سے تنصیص نہ واقع ہو یہی وجہ ہے کہ آمر کے بعد ابوالقاسم طیب کو تو امام برحق مانتے ہین کیونکہ انکے لئے آمر نے نص کی تھی اور حافظ وغیرہ کو امام نہین مانتے۔ اور انکے نزدیک نص دوم نص اول کی ناسخ ہے۔ یعنی اگر امام ایکبار یہ نص کردے کہ میرے بعد فلان میرا جانشین ہوا۔ بعد اس کے پھر امام کسی دوسرے شخص کے لئے نص کردے تو دوسری نص واجب العمل ہے اور پہلی منسوخ ہے یہی وجہ ہے کہ نزار کو امام نہین مانتے۔ اور مستعلی کو امام مانتے ہین کیونکہ اولا مستنصر نے نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد نص کی بعد مستعلی کی امامت کی نص کردی۔ بھوری مین لکھا ہے کہ داعی تھا جب جب مرنے کو ہوتے ہین تو اپنی وفات سے قبل ایک تحریر مین اپنے جانشین کا نام لکھکر مسند کے نیچے رکھدیتے ہین۔ اونکی وفات کے بعد لوگ اوس تحریر کو لیکر مطابق اسکے

اور اس شخص کو داعی مان لیتے ہین - اور جہانتک ہوتا ہی داعی سابق داعی لاحق مین نفس و کمال کے اوصاف دیکھ کر جانشینی کے لئے نامزد کرتے ہین - اگر بیٹا ایسا لائق نہین ہی جیسا کہ بھائی یا بھتیجا ہے تو بیٹے کو چھوڑ کر بھائی یا بھتیجے کا انتخاب کر لیتے ہین -

آئمہ مستور

بوہرے امام جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور یعنی چھپنے کے قائل ہین اور وہ چارون یہ ہین - عبداللہ - احمد - حسین - اور طیب

حرہ ملکہ کے اوصاف اور اون کے قائمقام کا بیان

ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ نام ان ملکہ کا سیدہ اور لقب حرہ تھا ان کے باپ کا نام احمد بن جعفر بن موسی صلیحی ہے سنہ ۴۴۰ ہجری مین پیدا ہوئی تھین اور شہاب کی بیٹی اسما نے اونکی پرورش کی تھی سنہ ۴۶۱ ہجری مین اسما کے بیٹے احمد الملقب بہ ملک مکرم بن علی قاضی محمد بن علی صلیحی نے جو صنعا مین سلطنت کرتا تھا انسے نکاح کیا تمام کام حرہ موصوفہ انجام دیتی تھین احمد مکرم نے اپنی حیات مین اونکو تخت پر بٹھا دیا تھا - حرہ ملکہ انتظام سلطنت اور تدبیر مملکت اور لڑائیو کا انتظام کرتی تھین احمد مکرم کہانے پینے اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا تھا سنہ ۴۸۴ ہجری مین احمد مکرم نے وفات پائی تو اوس کے چچا کا بیٹا ابو حمیر سبا بن احمد بن مظفر بن علی صلیحی والی ریاست ہوا تمام عمر ریاست کرتا رہا یہانتک کہ سنہ ۴۹۵ ہجری مین سبا نے انتقال کیا - یہ شخص صلیحیون مین سب سے پچھلا بادشاہ گذرا ہے اس کے عہد مین بھی سلطنت کے تمام امور بار حرہ ملکہ ہی کے ہاتھ مین تھے

حرہ ملکہ کے ایام حکومت مین ابن نجیب الدولہ سنہ ۵۱۳ ہجری مین مصر سے آکر سلطنت پر قابض ہو گیا اور یمن کے پہاڑون مین چھا رہا - یہانتک

کہ حضرت آمر باحکام اللہ والی مصر کے لشکر جرار نے اوس کے سر پر پہنچکر سنہ ۴۳۱ھ ہجری کے بعد ابن یحییٰ الدولہ کو گرفتار کرلیا۔ اور اب سلطنت ابن ذریع بن عباس بن کرم کے ہاتھ مین آگئی آل زریع کا نام آل عدن ہے۔ اور یہ لوگ آل ذیب بھی مشہور ہین۔ مگر ان تمام انقلابات مین حرہ ملکہ کا اقتدار برابر قایم رہا۔ ان کے وقت مین ملک مفضل ابو البرکات بن ولید حمیری حاکم تعز کا کنا سکنا بہت چلتا تھا۔ بلکہ یہ شخص انکے سامنے احکام نافذ کرتا تھا مجالس سیفیہ مین حرہ ملکہ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ کہا ہے کہ وہ علم تنزیل و تاویل و حدیث ائمہ و رسول مین متبحر تہین اور روا عیان زمان اونسے پس پردہ سے مسائل سیکھتے تھے اور احکام حاصل کرتے تھے اور مشکلات مین اونکے پاس رجوع کرتے تھے پس جس بات کے طالب ہوتے تھے اونکے پاس پاتے تھے اور اونکو علم زہد و ورع و عبادت کے ساتھ سیاست و تدبیر مین بھی کمال حاصل تہا۔ ملوک یمن اونکی کمند کی سے خواہان اقبال ہین اونکی اطاعت مین پویان سے تھے۔ وہ اپنی حیات مین دعوت و حکومت پر اپنے مردان صاحب مفضل کی وفات کے بعد قایم رہین اور اونہین کے عہد مین مستنصر واقع ہوا یعنی طیب بن آمر مستور ہوئے اور جب تک یہ ملکہ زندہ رہین انتظام مین کچھہ خلل واقع نہین ہوا حرہ ملکہ نے بانوے سال اور چند ماہ کی عمر پاکر ۲۲ شعبان سنہ ۵۳۲ھ ہجری مین وفات پائی۔ مجالس سیفیہ اور صحیفۃ الصلوۃ کلان مین اسی طرح ہے اور ابو الفدا نے اونکی وفات کا سال سنہ ۵۳۲ھ ہجری لکھا ہے۔ بہر صورت جامع ذی جبلہ مین پائین جانب قبلے کے مسجد کی ایک منزل مین مدفون ہوئین اونکی قبر آج تک زیارت گاہ ہے مسجد مذکور کی دیوار جانب قبلہ مین اونکے حکم سے تمام اماموں کے نام علی بن ابی طالب سے اونکے زمانے کے امام تک لکھے گئے ہین۔ حرہ ملکہ سے کے لئے ائمہ طاہرین کے نزدیک مقام محمود اور مرتبۂ عالی تہا اور خاصکر آمر باحکام اللہ نے اونکو سر طرح کے فضل سے مخصوص کیا تہا اور تمام آدمیوں سے اونکے مرتبے کو بڑہا دیا تہا اونہین مقام نور حجاب اور بیت نون ستور کا جس مین طیب ابی القاسم جید اپنے تہے باب مقرر کیا تہا اور آمر نے حرہ ملکہ کو حکم دیا تہا کہ وہ طیب

ابی القاسم کی حالت ظہور مین اور استتار کے بعد اونکی طرف دعوت کرتے رہن اور دعوت کو اونکی طرف اور اون آئمہ کی طرف جو اونکی اولاد مین ہون برابر جاری رکھین بس حرہ ملکہ کو جس بات کے لیے اون سے مولا نے حکم دیا تہا اوسپر مستعد اور قایم رہین۔ داعی عماد الدین ادریس بن حسن نے کہاہے کہ حرہ ملکہ نے داعی ذویب بن موسے کو اپنا قایم مقام کرکے اور دعاۃ یمن کا اونکو قدوہ بنا کے اور داعی خطاب کو اونکا معاون کرکے دنیا سے رحلت کی۔ بس یہ دونون طیب بن آمر کی وفات و حیات مین اونکی دعوت کرتے رہے اور قواعد دعوت کو بلند کیا اور طیب کے نشان اور داعی ذویب **دعاۃ مطلقین** مین سے یمن و مضافات و جزائر یمن مین پہلے ہین۔ طیب کے استتار کے بعد اور داعی یحیی بن لمک نے بھی اونکے رتبہ تسلیم کیا تہا۔ داعی ذویب داعی لمک کے شاگرد تھے اور داعی لمک المؤید فی الدین شیرازی سے علم تحصیل کیا تھا۔

متفرق داعیونکا بیان

خلفاے مصر سے بیشتر اسماعیلیہ کے پاس سوای کتاب البیان باطنیہ مؤلفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہتی جب مہدویہ نے مصر اور افریقیہ پر تسلط حاصل کیا تو اونکے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور داعی پیدا ہوے جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی اور علی بن نعمان اور محمد بن نعمان اور عبد العزیز اور محمد بن مسیب عقیلی اور ابو الفتوح رضوان اور محمد بن عمار کتامی الملقب به امام الدین وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن محمد نے سنہ ۴۲۹ ہجری سے یمن مین اپنا قدم جمایا اور سے نجاح رئیس تہامہ کو زہر دلوا کر سنہ ۴۵۳ ہجری سے دو برس کے عرصے مین یعنی سنہ ۴۵۵ ہجری تک سارے قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہو گیا۔ اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین لایا۔ یمن مین قوم بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن

محمد صلیحی ابتدا میں سنی المذہب تھے عامر بن عبد اللہ رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہو گئے تھے یہ اور انکے بیٹے احمد بن علی بن محمد صلیحی دونوں یمن کے حکمران بھی رہے اور بعد انکے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہیں جیسے صابح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن بھی باطن میں شافعی تھا اور ظاہر میں مہدویہ کا داعی حسین بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن سینا المعروف بہ شیخ الرئیس کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہیں اور احمد بن عبد اللہ مصنف رسائل اخوان الصفا کا بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المحمدیہ میں لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا واضع زید بن رفاعہ ہے ۔ مگر داؤد بن بوہرونکے علماء کے نزدیک اول صحیح ہے ۔ اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی مہدوی بتایا ہے ۔ یہ سات برس تک حضرت مستنصر کے پاس مصر میں رہا تھا ۔ ہر سال یہاں سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا ۔ آخر کار مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا ۔ اور وہاں پر لوگوں کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ہدایت کرنے لگا ۔

علمائے دعوت اور داعیوں کا سلسلہ وار بیان

مجالس سیفیہ کی مجلس بستم میں ذکر فضائل عید غدیر کے بیان کیا ہے کہ عالم دعوت کا سید داعی المؤید فی الدین شیرازی ہیں جو حضرت مستنصر باللہ کی طرف سے حجت تھے ۔ اور تفصیل اس کی اسطرح ہے کہ داعی علی بن محمد صلیحی کے ہاتھ سے جب اللہ نے امر امامہ ظاہر کیا اور انکو بلاد یمن میں تمکین دی تو صلیحی نے داعی لمک بن مالک حمادی کو مصر میں بھیجکر اجازت طلب کی ۔ لمک مصر میں پہنچے اور انکو داعی

سلہ دیکھو تاریخ یمن مولفہ نجم الدین عمارہ یمنی ۱۲

مویدنی الدین کے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت ملی سات برس تک داعی
لمک داعی موید سے علوم آئمہ کو حاصل کرتے رہے اور جب وہ یمن کیطرف
واپسی کی اجازت مانگتے تھے تو قیام کے لئے حکم ہوتا تھا یہانتک کہ داعی لمک
نے ستائیس مسائل دقیق داعی موید سے دریافت کئے جسپر موید نے کہا کہ
ان کا جواب میں نہیں دیسکتا امام دین گے اور اون کو امام کی خدمت میں
لے گئے تو ہر مسئلے کے جواب کے ساتھ خلعت ملتا گیا - داعی علی بن محمد صلیحی
کے انتقال کے بعد داعی لمک یمن کے داعی قائم مقرر ہوئے اور یہ بڑے عالم
شخص تھے - داعی لمک سے بہت سے داعیوں نے علم حاصل کیا اور یوں تو
اونکے بہت سے شاگرد تھے مگر اعلے درجے کے دو ہی ہوئے ایک اونکے بیٹے
داعی یحیی اور دوسرے داعی ذوئب بن موسی جب داعی ذوئب کی عمر پوری
ہوئی تو اونہوں نے اپنی قائم مقامی کے واسطے داعی ابراہیم بن حسین
کے لئے نص کی اور اونہیں اپنی طرح امام کے لئے باب مقرر کیا اور ابراہیم نے
اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے **حاتم** کے حق میں ایسا ہی کیا اسیطرح
ابراہیم کے بعد دعاۃ یمن سب کرتے رہے اور اپنے قائم مقام کے لئے نص
کرتے رہے یہانتک کہ سلسلہ دعوت ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے
ہوتے **داعی عماد الدین ادریس بن حسن** تک پہنچا
یہ عالم تبحر تھے اس وقت دعوت میں بڑا اختلاف پیدا ہوگیا تھا - اور یہ بات
کہی جاتی تھی کہ دعوت ہندوستان کو منتقل ہوگی پھر ہند سے تحصیل علم کے لئے
چند شخص بلائے گئے یہ چار شخص کہ اہل حسب ونسب سے تھے ہند سے یمن میں
بھیجے گئے (۱) داعی یوسف بن سلیمان ساکن سدھ پور (۲)
داعی جلال الدین (۳) داعی داؤد بن قطب شاہ (۴) داعی داؤد
بن عجب شاہ - یہ تینوں شخص احمد آباد کے رہنے والے تھے -
آخرکار داعی ادریس بن حسن نے جو یمن کے آخری داعی تھے دعوت کی
نص **یوسف بن سلیمان** پر کی اوسوقت سے دعوت یمن سے ہند کو
منتقل ہوئی - یوسف اپنے زمانہ حیات تک دعوت میں قائم رہے اونہوں نے

اپنے بعد داعی **جلال الدین** کے لئے نص کی اور داعی جلال الدین
نے داعی **داؤد بن عجب شاہ** کو اپنا جانشین بنایا اور داعی
داؤد بن عجب شاہ نے داعی **داؤد بن قطب شاہ** کے لئے
اپنی قائم مقامی کی نص کی یہ چاروں شخص بڑے کامل و ماہر تھے۔ خاصکر
داعی داؤد بن قطب شاہ علماً سب سے زیادہ اور حلماً سب سے بزرگ تھے ان سے
بھی علماے دعوت نے علوم حاصل کئے مثلاً (۱) داعی شیخ آدم صفی الدین
(۲) داعی عبد الطیب زکی الدین بن داعی داؤد بن قطب شاہ (۳)
شیخ امین الدین حی بن جلال

داعی عبد الطیب زکی الدین سے اونکے بھائی داعی قطب الدین
نے علم سیکھا اور داعی قطب الدین سے داعی **شجاع الدین بیرخان**
نے تحصیل علم کی اور داعی شجاع الدین سے اونکے بیٹے **شیخ بیرخان**
نے مقدس کمال کی تحصیل کی پھر ان سے اونکے شاگرد **خانجی بھائی**
ابن بیرخان نے علم ادب حاصل کیا اور یہ اپنے اوستاد کی طرح فاضل
متبحر اور نیز پرہیزگار تھے اور اجل علماے دعوت سے ہیں جو اونکے بعد ہوے
داعی بدر الدین نے خانجی بھائی کو خدمت کا متولی کرکے احمد آباد کو بھیجا تھا
شیخ خانجی بھائی جب احمد آباد سے مراجعت کرکے اودیپور میواڑ میں آئے تو
یہاں ایک مدرسہ قایم کیا۔ اور درس علوم و عبادت میں مشغول ہوے
اونکے علمی فیض کی دو شاخیں دو شاگرد ونکے ذریعہ سے چلیں (۱) شیخ صفی
الدین سے کہ انہوں نے داعی بدر الدین کے حکم سے احمد آباد جاکر خانجی
بھائی سے پڑھا تھا۔ جب صفی الدین اپنے اوستاد کے پاس سے تحصیل علم کرکے
واپس آئے تو اپنے آبائی وطن نگر میں علوم پڑھاتے تھے اور احکام دین کے اجرا میں
مصروف تھے۔ اونہیں سے **شیخ عبد القادر حکیم الدین**
بن ملا خان نے علم حاصل کیا۔ اور شیخ عبد القادر سے اونکے بھتیجے
شیخ حبیب اللہ بن آدم بھائی بن ملا خان
نے علم تحصیل کیا اور شیخ حبیب اللہ سے **شیخ رحمت اللہ بن ملا** [illegible]

نے سیکھا ان سے داعی **عبدالعلی سیف الدین** نے علم دعوت پڑھا
(۳) دوسری شاخ شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ سے چلی یہ عفوان شباب
میں نام پورہ علاقہ اندور سے چلکر اودیپور میں آئے اور شیخ خانجی بہائی سے
تحصیل علم کرنے لگے اور شیخ لقمان جی سے اونکے پوتے ہبۃ اللہ
(بن ملا ولی محمد بن شیخ لقمان جی) نے تحصیل علم کی شیخ ہبۃ اللہ سے بھی
داعی عبدالعلی سیف الدین نے پڑھا ہے۔

خانجی بھائی بن پیر خان کا مزار اودیپور ملک میواڑ میں ہے

اور بوہرے بڑے ذوق و عقیدت سے اوسکی زیارت ہمیشہ کرتے ہیں۔ ناریل
لیجاتے ہیں۔ وہاں توڑ کر کھوپرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اگر کی بتیاں جلاتے ہیں۔
بوہرے کے بیتے جلاتے ہیں جن سے بہت ہی مست خوشبو آتی ہے۔
داؤدیہ بوہرے ایک فاتحہ دعاۃ مطلقین کے لئے پڑھتے ہیں جس میں یہ نام ہیں
ابو القاسم اور ابو عبداللہ اور جعفر بن منصور اور قاضی نعمان بن محمد اور ابو یعقوب
سجستانی اور ابو حاتم رازی اور ابو یعقوب وزیر اور حمید اور احمد حمید الدین
اور ہبۃ اللہ اور ابو برکات اور بدر جمالی اور علی بن محمد صلیحی اور حرۃ ملکہ اور لمک
اور یحیی ذویب اور خطاب اور ابراہیم اور حاتم اور محمد بن طاہر اور علی بن حاتم
اور علی بن محمد بن ولید اور علی بن حنظلہ اور احمد بن مبارک اور حسین بن علی
اور علی بن حسین اور ادریس اور حسن اور حسین اور علی اور محمد اور یوسف اور جلال الدین
اور برہان الدین اول اور برہان الدین دوم اور صفی الدین اور زکی الدین۔
اور شمس الدین اور زین الدین اور قطب الدین اور شجاع الدین اور بدر الدین
اور زکی الدین اور کلیم الدین اور نور الدین اور بدر الدین اور وجیہ الدین اور
ہبۃ اللہ اور عبدالطیب زکی الدین اور یوسف نجم الدین اور عبد العلی سیف الدین
اور محمد عز الدین اور طیب زین الدین اور محمد بدر الدین۔
ایک دوسری فہرست بھی دعاۃ مطلقین کے ناموں کی پیش کرتا ہوں جو قائد
عالی ہیں (۱) حرۃ ملکہ بنت احمد (۲) لمک بن مالک (۳) یحیی
بن لمک (۴) ذویب بن موسی (۵) ابراہیم بن حسین (۶) حاتم بن ابراہیم

(۷) علی بن حاتم (۸) علی بن محمد بن ولید (۹) علی بن حنظلہ (۱۰) احمد بن مبارک (۱۱) حسین بن علی (۱۲) علی بن حسین (۱۳) علی بن حسین (۱۴) ابراہیم بن حسین (۱۵) محمد ابن حاتم (۱۶) علی ابن ابراہیم (۱۷) عبدالمطلب بن محمد (۱۸) عباس بن محمد (۱۹) عبداللہ ابن علی (۲۰) حسن ابن عبداللہ (۲۱) علی بن عبداللہ (۲۲) ادریس بن حسن (۲۳) حسن بن ادریس (۲۴) حسین بن ادریس (۲۵) علی بن حسین (۲۶) محمد بن حسین (۲۷) یوسف بن سلیمان (۲۸) جلال الدین بن حسن (۲۹) داؤد جی ابن عجب شاہ (۳۰) داؤد جی ابن قطب شاہ (۳۱) شیخ آدم بن طیب شاہ (۳۲) زکی الدین بن داؤد (۳۳) علی بن حسن (۳۴) قاسم جی پیرخان (۳۵) قطب الدین شہید بن داؤد جی (۳۶) پیرخان شجاع الدین بن احمد جی (۳۷) اسماعیل جی بن عبدالطیب (۳۸) زکی الدین بن بدرالدین (۳۹) موسیٰ بہائی بن کلیم الدین (۴۰) نورالدین بن موسیٰ بہائی (۴۱) بدرالدین بن شیخ آدم (۴۲) وجیہ الدین بن حکیم الدین (۴۳) مؤید الدین بن وجیہ الدین (۴۴) زکی الدین بن بدر الدین (۴۵) نجم الدین بن زکی الدین (۴۶) عبد علی سیف الدین بن زکی الدین (۴۷) محمد عز الدین بن جیون جی (۴۸) طیب زین الدین بن جیون جی (۴۹) محمد بدرالدین بن سیف الدین (۵۰) عبدالقادر نجم الدین (۵۱) عبدالحسین حسام الدین (۵۲) محمد برہان الدین (۵۳) ابوالفضل عبداللہ بدرالدین

امام اور داعی میں فرق

ان لوگوں کی علمی و تاریخی تحقیق پر افسوس ہے جو سورت کے بڑے ملا صاحب کو بوہروں کا امام لکھ مارتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی داعی اور امام میں فرق نہ معلوم ہوا اور ان پر یہ امر منقح نہ ہوا کہ داعی ہیں امام نہیں اسی لئے انہوں نے الکشف الغمہ اور خبیئۃ الاکوان میں امام لکھا ہے۔ فرقہ اسماعیلیہ میں امامت منحصر ہے بی بی فاطمہ علیہا السلام کی اس اولاد میں جو حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کے سلسلہ نسب میں ہے اور سورت والے

ملا صاحب اونکے نسب سے نہین اور بوہرونکے امام طیب علیہ السلام حضرت
آمر کے بعد مستور ہوگئی ہین - اسلئے اونکی اولاد کا بھی پتہ نہین اور بغیر اولاد حضرت
طیب ابوالقاسم کے دوسرا امام ہو نہین سکتا - پس سورت والے ملا صاحب
داعی ہین - یہ نہ اپنے آپ کو اولاد اسماعیل کہتے ہین نہ امامت کا ادعا کرتے
ہین - مینے حضرت نجم الدین عبدالقادر مرحوم کی مہر ایک کاغذ پر دیکھی تھی
جس مین صاف داعی کا لفظ اونکے نام کے ساتھ تھا - اور جو دعا داعی
حاضر کے حق مین داؤدیہ بوہرے پڑہتے ہین اوس سے بھی یہ بات ثابت ہے
چنانچہ اوس کے لفظ یہ ہین اللھم ان ھذا داعی آل نبیک محمد
و ولیک علی ولی کل مومن وھو سیدنا ومولانا الخ مولانا
نجم الدین عبدالقادر جب اودے پور مین تشریف لائے تو میرے والد مرحوم
کے ساتھ اونکو بہت محبت پیدا ہوگئی - اور وہ اونکے علم و فضل کی بڑی قدر
کرتے تھے - کچھ تحائف بھی دیتے تھے -

فائدہ داعی صاحبان کی ناپسند نظری نے اس بات کو بھی تاڑ لیا ہے کہ
مومنین کو امام کے وجود سے مستغنی کر دیا جاوے - اسی لئے دعوت مین کسی نہ کسی
طرح یہ بات مومنین کے ذہن نشین کر دیجاتی ہے کہ داعی اپنے اعمال مین امام
کی پیروی کرکے اوسی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے - اور جو کوئی پورے
طور سے داعی کا تصور باندہتا ہے اوس کو امام کی زیارت کا شرف
نصیب ہو جاتا ہے -

کتب اصول علم دعوت

اصول علم دعوت مین چار کتابین ہین اول و اعلے اونکے رسائل اخوان الصفا
دوم کتاب راحت العقل سوم کتاب تاویل الدعائم - چہارم المجالس المویدیہ
جو شخص ان کتب کا عارف ہو اور مبلغ علما کو پہنچا ہو وہ اس بات کا مستحق
ہے کہ اوس سے مسائل حاصل کئے جاوین اور اوس کے قول پر وثوق
کیا جاوے - اور ہر ایک علم رسائل اخوان الصفا مین موجود بتایا جاتا ہے

اور کچھ التزام کرے مجالس سیفیہ میں اسطرح لکھا ہی۔

علمی و ادبی کیفیت و مذہبی راز داری

بوہروں میں بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہوتے ہیں۔ نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھ لکھتے ہیں۔ ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہیں۔ از زبان فارسی و اردو وغیرہ کی کتابیں شغل میں نہیں رکھتے۔ علما حفظ کتابت بھی آپس میں عربی زبان میں کرتے ہیں۔ اور جو بے علم ہیں وہ گجراتی اور اردو میں لکھتے ہیں۔ زبان گجراتی انکے ہاں کی عام مادری زبان ہے۔ بوہروں کے علما کسی سے مناظرہ نہیں کرتے۔ خاصکر مذہبی مناظرہ سے بالکل بچتے ہیں نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد کی کتابیں غیر مذہب والے کو دکھاتے ہیں۔ اس باب میں ان کا عہد ہے۔ اور مجھکو جو کچھ کتابیں انکی بان کی دیکھنے کو ملی ہیں وہ ایک بڑی تدبیر سے دادو بوہروں سے ہاتھ لگی ہیں جسکا ان میں سے خاص خاص آدمیوں کو اتنا قلق ہے کہ بہت سے گمنام خط مجھکو برے الفاظ کے لکھکر ڈاک میں ڈالے ایک خط میں یہ دو شعر بھی مجھکو لکھ بھیجے تھے

آہو غنی معین	بحساب الغنی
۱۱۸۴	۱۱۸۴

الست آل اللہ بالنجم المستی ۔ فلا انت باللہ الذی ہو الذی

جہلا نسبت بنی السیفی محمد ۔ فلا انت من اتباع شراب المنی

شراب سے مستی کے معنی مقصود ہیں۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ شارب بکسر را سے مہملہ پینے والے کے معنی میں ہے جمع اسکی شرب بفتح اول و سکون رائے مہملہ آتی ہے اور مشروب جمع اسکی ہے۔ شراب نظر سے اور جگہ نہیں گذرا۔ شراب المنی کے ترجمہ میں جن شخصوں کے نام لکھے ہیں جن میں سے ایک شخص اسیار برکات

کہ جسکو یورپ - ایشیا اور افریقہ کے تمام عالی دماغ اور بہادر اعلیٰ درجے کا شجاع اور مدبر اور کامل قوت بشری کا رکھنے والا مانتے ہیں اور جسکے پنجہ فولادی نے زردشتیوں اور عیسائیوں کی بڑی بڑی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی - اور دس برس چھ ماہ ۴ دن کے عرصے میں فتوحات کو اتنی وسعت دی کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل جنوب کی جانب ۴۸۳ میل اور مغرب کی جانب جدہ تک اعلاے کلمۃ اللہ کا پھریرا اوڑنے لگا - اسمیں شام - مصر - عراق - عرب - جزیرہ - خوزستان عراق عجم - آرمینیہ - آذربایجان - فارس - کرمان - خراسان - اور کچھ حصہ بلوچستان بھی شامل تھا اور ایسے زبردست اسلامی خدمات کے معاوضے میں بیت المال سے صرف اسقدر روزینہ جناب امیر کے مشورے سے لینا قبول کیا جو معمولی خوراک و لباس کے لئے کافی ہو - اور اپنے دسترخوان پر معمولی روٹی اور روغن زیتون کے سوا اور چیزیں کم آتے دیں - آٹا کبھی گیہوں کا کھایا اور کبھی جو کا - لیکن چھنا ہوا نہ ہوتا تھا - اور سینے ہوئے کپڑے اکثر پیوندار پہنے کہ جن میں بعض وقت بارہ پیوندوں سے زیادہ لگے ہوتے تھے - اور یہ کتنا بڑا شرف حاصل ہے کہ ام کلثوم بنت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب جو خاص رسول اللہ کی نواسی تھیں نکاح میں تھیں جسکی تصریح بڑے بڑے معتبر و معتمد مورخین مثل طبری ابن حبان - ابن قتیبہ اور ابن اثیر وغیرہ نے کی ہے -

بوہروں کا طرز معاشرت

یہ سارا فرقہ نماز و روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت میں سرگرم ہے کوئی داڑھی نہیں منڈاتا - بلکہ داڑھی کو کبھی قینچی بھی نہیں لگاتا - اور سر پر بال نہیں رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تنباکو کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے - یہ لوگ مسکرات کے قریب بھی نہیں پھٹکتے - جس قصبہ یا شہر میں بوہرے رہتے ہیں وہاں انکی تمام جماعت ایک محلے میں سکونت رکھتی ہے - دوسرے مذہب والے کو وہاں جگہ نہیں دیتے - اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علیحدہ

رکھتے ہین اور اپنی شادی غمی مین سوا اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے اپنی ہی قوم مین بیاہ شادی کرتے ہین اور ناچ رنگ وغیرہ نہین کرتے صرف آتشبازی چھوڑتے ہین اور باجہ بجواتے ہین کسی غیر مذہب والونکی مسلمانون مین سے بیٹی نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین - بوہرے باوجودیکہ ہندؤ سے سخت پرہیز رکھتے ہین - مگراتبک ان مین کچھہ باتین ہندؤنکی باقی ہین مثلاً ان کے ہان مستورات کے پردے کا رواج نہین عورتین باہر بے حجاب پھرتی ہین لہنگے پہنتی ہین - یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہین اور دیوالی مین جگمگھٹ کی رات کو ہندؤون سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہین اوسی شب حساب وکتاب کی نئی بہیان شروع کرتے ہین - پرانی بہیان بند کرتے ہین - اور اس مین عامل کے قاعدے کی یہ بات رکھی گئی ہے کہ ہر دوکان پر عامل جا کر نئی بہی پر تیمناً بسم اللہ لکھہ دیتا ہی اور صاحب دوکان کچھہ اوسکی نذر کردیتا ہے - اور ہندی مہینون اور تاریخون کے اعتبار سے حساب وکتاب رکھتے ہین - شاید اسی وجہ سے مرآت احمدی کے ترجمۂ انگریزی کے نوٹ مین مندرج ہی کہ بوہرے کسی قدر ہندؤنکے رسم ورواج اور عقیدے پر اتبک چلتے ہین مگر عجیب بات یہی کہ ہندؤون کے یہان کے کہانے پانی سے حتی الوسع بہت بچتے ہین اس کام کے واسطے ملا لقمان جی نے اونکو چالیس سکھاوتین یون نصیحت کی ہے -

ہندو نے ہاتھ نے سیر کہا جو — مومن تھئی نے کافر تہا جو

یعنی ہندو کے ہاتھ کی مٹھائی مت کہاؤ - مومن ہوکر کافر مت بنو - اگر ہندو دھوبی کپڑا دہو لاتا ہے تو پھر اوسے پاک اور نماز کے قابل کرتے ہین جو مچھلی انکے سامنے نہ مری ہو اوسکے نکھانے کے واسطے بھی ملا صاحب کی نصیحت ہے -

مردار مچھی نکہا تو منا بچھے — مردار کہاتا تو ہرا نبلا چھے

یعنی مردار مچھی نکہا تو اس کا کہانا ممنوع ہے - کیونکہ مردار مچھی کے کہانے سے آدمی احول یعنی بھینگا ہوجاتا ہے -

مردے کو دفن کرتے ہیں تو قبر میں تختے نہیں دیتے تھوڑی سی مٹی ہاتھوں سے صاف
کرکے باریک نکال کے اوسے اول میت کے اوپر ڈالتے ہیں اور اوسے ہاتھوں
سے خوب دباتے ہیں۔ بعد اس کے دوسرے لوگ مٹی دیتے ہیں اور دستور ہے
کہ جو قبر ہوتی ہے اوسی کی مٹی دیجاتی ہے۔ دوسری جگہ کی نہیں ڈالتے اسے
کار گناہ سمجھتے ہیں جب سب مٹی بھر جاتی ہے تو قبر کو ہموار کر دیتے ہیں اور سادہ
چھڑکاؤ کرکے پھول ڈالدیتے ہیں۔ بعد اس کے تمام آدمی اوس قبر کو درمیان سے
بوسہ دیتے ہیں۔ اس کا نام زیارت کرنا ہے۔ بعد اس کے میت کے وارث سبھی
سب ننگے سر ہوتے ہیں۔ اور تعزیت کی کوئی بات منہ سے نہیں کہتے۔ عامل
میت کے ساتھ نہیں جاتا بلکہ پہلے ہی سواری کے ذریعہ سے قبرستان
میں پہنچ جاتا ہے۔

برادری کے کھانے کا یہ دستور ہے کہ جماعت خانے میں مردوں سے پہلے عورتوں
اور بچوں کو کھلا کر رخصت کر دیتے ہیں۔ اور مردوں میں سب سے پہلے عامل کے
سامنے بڑے تھال میں کھانا رکھا جاتا ہے اور جو معزز سمجھا ہوتا ہے وہ عامل
کے ساتھ شریک طعام ہوتا ہے اور عامل کے ساتھ کھانا کھانا عزت کی نشانی
سمجھی جاتی ہے۔ بعد اس کے معمولی آدمی کھاتے ہیں۔

عاشورے کے دن کسی سنی کو جماعت کو اپنی مجلس مرثیہ خوانی میں شریک نہیں ہونے
دیتے اس کا بڑا انتظام رکھتے ہیں۔ سوائے عاشورے کے دوسرے دنوں
میں شریک ہونے دیتے ہیں۔

ان میں لڑکی کا ختنہ ہوتا ہے اور وہ بوڑھی عورت کرتی ہے جو مدینہ منورہ اور
مکہ معظمہ اور کربلائے معلی ہو آئی ہو اور حضرت فاطمہ زہرا کے روضے کی جالیوں کو
بوسہ دے چکی ہو۔ اس ختنے کی تقریب میں مردوں کو نہیں آنے دیتے۔
پانچ سال سے نو سال کے اندر ختنہ ہو جاتا ہے ایک چھوٹا سا نشتر ہوتا ہے
جس سے ایک گیہوں کے دانے کے برابر لمبا سا شگاف جلدی سے کر دیا
جاتا ہے جسکو چار پانچ روز کے اندر ہی آرام ہو جاتا ہے۔

بابا فخرالدین شہید تکیا کوٹ والے اور مولانا قطب الدین داعی احمد آباد والے

اور خانجی پیر اور دیور والے اور داؤد بھائی اودیپور والے اور ملا لقمان جی اودیپور والے ان پانچ بزرگون کے نام کی چھتیان اپنے لڑکون کی وہ عورتین کہتی ہین جنکے بچے نہین جیتے - فخر الدین شہید کے نام کی چاندی کی بیڑی پہنتے ہین اور ان کا ایسا ہوتا ہے کہ روضے کے پاس جاتے ہی وہ بیڑی از خود کہل جاتی ہے - اسی طرح خانجی پیر اودیپور والے کے نام کی بھی بیڑی پہنتے ہین

جو کوئی بوہرہ مانتا ہے کہ اگر میرا یہ کام بابا فخر الدین ولی شہید یا قطب الدین صاحب داعی شہید پورا کردینگے تو مین دس روز یا بیس روز یا چالیس روز تک زائر بنکر روضے پر رہونگا - تو اوسپر اس نذر کا ایفا واجب ہوجاتا ہے -

کہتے ہین کہ بابا فخر الدین شہید کے روضے کے آس پاس بیشمار سانپ ہین مگر وہ کسی زائر کو کاٹتے نہین بوہرون مین یہ بھی دستور ہے کہ خواہ غم ہو یا خوشی اوس مین مرثیہ خوانی کراتے ہین -

انمین عورتون کا نکاح ثانی بے تکلف جاری ہے - تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ اگر اس قوم کی عورت نے زنا کرایا یا کوئی اور قصور کیا تو شوہر نے عورت کی خفیہ پانچ روپئے اوس کے دوپٹے مین باندھ دئے - جب عورت نے روپئے دیکھے معلوم کیا کہ شوہر نے اوسے طلاق دی وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی -

بوہرون مین اگرچہ باہم کتنی ہی مخالفت ہو مگر دوسری قومون کے مقابل مین سب ایک دل اور ایک زبان ہوجاتے ہین - اور اپنے ہان کے مفلسون کی اتنی خبرگیری کرتے ہین کہ وہ کسی دوسری قوم کے سامنے دست سوال نہین پھیلاتا -

داعی - ماذون - مکاسر - مشایخ - عامل

ملا - میان صاحب

داعی کی نسبت بوہرے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ گویا یہ امام الزمان کے قائمقام
ہین اور اونکی عزت کرنا ایسا ہے جیسے امام الزمان کی عزت کرنا اور یہ بھی زعم ہے کہ
امام الزمان۔ نے داعی کو اس مسند پر بیٹھنے کی اپنی طرف سے اجازت دی ہی اور امام
الزمان اسوقت مستتر ہین جسوقت وہ ظاہر ہونگے اپنی مسند پر قایم ہوجاینگے
اور داعی اونکی طرف دعوت کرتے رہینگے۔ گجراتی زبان مین بوہرونکی نام ایک
رسالہ ہی کہ جس مین لکھا ہی کہ جو کوئی پورے طور پر داعی کا تصور باندھتا ہی اوس کو امام
کی زیارت کی عزت حاصل ہوجاتی ہی۔

تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہی کہ بوہرے پیادہ یا داعی کی اردلی مین دوڑتے
ہین دست بستہ اون کے روبرو کھڑے رہتے ہین نسبت دیگر اونکی روبرو سے
نہین جاتے ہین۔ جب تک اجازت بیٹھنے کی نہین پاتے نہین بیٹھتے ہین۔ جب
ملا صاحب وضو کرتے ہین تو بوہرے کلی ناک کا پانی ہاتھون ہاتھ لیکر پی جاتے ہین
اگر ملا صاحب نے مسجد یا کسی اور جانب کا پیادہ پا قصد کیا اونکے زیر قدم کی
خاک کو بوہرون نے آنکھون کا سرمہ بنایا۔ داعی کے دوسرے درجہ پر ماذون
ہے اوس کو اس بات کا اذن ہی کہ داعی کی عدم موجودگی ہین وہ کام جو داعی کرتے
ہین یہ انجام دے۔ اور جب داعی موجود ہون تو تمام معاملات کی تحقیق کرکے اسی
کے سامنے پیش کرے۔

تیسرا عہدہ مکاسر کا ہے یہ ماذون کا نائب سمجھا جاتا ہی اور چھوٹے
چھوٹے دینی کاموں کو طے کرتا ہے۔ اور مناسب سمجھتا ہے تو ماذون تک پہونچا
دیتا ہے۔

مکاسر کے بعد مشائخ کا درجہ ہی ان کا یہ کام ہے کہ سب کو مجلس مین بالترتیب
بٹھاتے اور داعی کا جو حکم ہو وہ مومنین کو سنادیں۔ انہین مشایخون کے عامل
بھی مقرر ہوتے ہین۔

ملا وہ ہوتا ہے جو روزے نماز کے مسئلے جانتا ہو۔ اس کا درجہ شیخ سے
کم ہے اور داعی کی طرف سے اوسکو بطور اعزاز کے ایک گول پگڑی ملتی ہے
میان صاحب عامل سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور بعض وقت عامل کسی

سبب سے مسجد یا مجالس مین نہ آسکے تو میان صاحب کو وہ اپنی قایم مقامی کی اجازت دیدیتا ہے۔ اس کے پاس ایک سفید چادر رہتی ہے کسی وقت وہ اوس کو اوڑھ لیتا ہے اور کسی وقت بغل مین دبا لیتا ہے اکثر میان صاحب جامہ بہی پہنے رہتا ہے۔ میان صاحب ہی عامل بنا دیا جاتا ہے۔

عامل کے سوا کسی کو پیش امامی کی اجازت داعی کی طرف سے نہین ہوتی عامل اپنی طرف سے کسی ملا یا شیخ کو دوسری مسجد مین نماز پڑہانے کے وقت وقت پر اجازت دیدیا کرتا ہے اور حاضر اجازت بھی ہوتی ہے اس کا مطلب یہی کہ نماز کا وقت آجائے اور عامل سے اجازت لانے مین دیر منظور ہو تو جو ملا یا شیخ حاضر ہو وہ نماز پڑہا دیتا ہے اسلئے مسجد کے سوا ہر سے جماعت نہین کر سکتے۔ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے نماز پڑہاوے تو وہ نماز نا جائز ہے۔ امام اور مقتدی دونون کو لوٹنا چاہئے۔

مجلس حسینی مین جو لوگ عامل سے قریب بیٹھتے ہین وہ زیادہ معزز اور مقدس سمجھے جاتے ہین۔ چنانچہ عامل کے قریب نشست حاصل ہونے کی غرض سے لوگ سیکڑون روپئے خرچ کر دیتے ہین۔

کوئی بوہرہ عامل سے ملتا ہے تو پہلے ہاتھ چومتا ہے پھر اوس کو ناک سے لگاتا ہے پھر آنکھ سے لگاتا ہے۔

قرآن مین تغیر اور کمی بیشی

جسطرح غلاۃ مین سے بعض فرقے مثلاً نصیری اور معاویہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت عثمانؓ نے اوس قرآن مین جو حضرت محمدؐ پر نازل ہوا تھا کمی بیشی کی ہے اسیطرح اثنا عشریہ کی بعض روایات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن موجودہ مین دس پارے کم ہین۔ اور بعض اثنا عشری سورۃ حسنین اور سورۃ علی اور سورۃ فاطمہ پڑہا کرتے ہین۔ اسیطرح بوہرون مین بھی بعض درات کے یہ روایت سنی جاتی ہے کہ مصحف عثمانی مین دس پارے نہین ہین جن مین اہل بیت کے فضائل اور دوسری خاص خاص باتین ہین۔ یہ دس پارے جناب امیرؑ کے پاس

موجود تھی۔ مگر انھون نے حضرت عثمان کو اس خیال سے نہ دیے کہ وہ اہل
بیت کے ذکر کیوجہ سے تلف کردینگے اسلئے مصحف عثمانی مین تیس ہی پارے
جمع ہوے۔ اور انمین بھی کئی جگہہ تحریف ہی مثلاً پارہ ۲۳ کے آٹھوین رکوع
مین ہی سلام علی الیاسین یعنی سلام الیاس پر ہو۔ بوہرے کہتے ہین کہ در اصل
یون تھا سلام علی آل یاسین یعنی سلام اوپر آل محمد کے ہو۔ یاسین حضرت محمد
مجتبے کے نامون مین ایک نام ہے۔ اور آل فرزندون کے معنی مین ہی۔ یاد رکھو
کہ الیاسین حرف اول او یسین ملہا کے کسرون سی الیاس پیغمبر اور اون کے پیرو پر
اطلاق پاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ الیاسین لغت ہی الیاس مین جیسے میکائین
لغت ہے میکال مین۔ ملا صاحبان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کے
بعض قاری لوگ بھی اس آیت مین آل یاسین الف ممدودہ سے پڑھتے ہین
اور اس صورت مین آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہوتی ہی اور بعض نے کہا ہی
کہ الیاسین حضرت الیاس کے داداون مین سے ایک شخص کا نام تھا اور یہ زیادہ ثنا
ہے۔ پس قرآن کے اختلاف کو حضرت عثمان کی نیت پر حملہ کرنیکا آلہ بنانا
فہم و فراست سے دور ہی۔ کیونکہ قرآن تو قرآن اختلاف قرات خود اصل لغات عرب
مین موجود ہی۔ جیسا اگر کسی نے مالک یوم الدین پڑھا اور کسی نے ملک یوم الدین
پڑھا اس مین کچھ فرق نہوا دونون قرات پر قرآن پڑھا گیا۔ اسیطرح سورۃ یٰسین
مین کسی نے ما عملت ایدیہم پڑھا اور کسی نے ما عملتہ ایدیہم پڑھا یا مثلاً کسی نے
سورۃ برات کے اخیر تجری تحتہا الانہار پڑھا اور کسی نے تجری من تحتہا الانہار
پڑھا تو دونون نے قرآن کے کلمات پڑھے اسلئے کہ دونون طرح پر نزول قرآن ہوا ہی
اور دونون قراتین متواتر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین۔
قرآن کی آیتین نزول قرآن ہی سے متواتر ہوجاتی تھین۔ اور جن قراتون پر
نزول ہوتا تھا اونھین بزمانہ حیات حضرت رسالتمآب ہی مین متواتر سمجھنا چاہیے
قرآن کے جمع کرنیکے بارے مین حضرت عثمان کی سعی اللہ تعالے کی نظر مین
مشکور ہوئی اور عالم عالم مین اونکی اس سعی کی بدولت جن جن قرات پر قرآن نازل
ہوا تھا اونھین قرات کیمطابق بلا احتمال کمی بیشی کے کتاب قرآن شایع

ہوئی اور پروردگار جلشانہ کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
پورا ہوگیا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی اس بات کے بھی پابند ہیں کہ اگر وہ دس
پارے نہ ملیں اور جو قرآن کہ اہل بیت میں محفوظ تھا ہاتھ نہ لگے تو اس مصحف
عثمانی ہی سے کام نکالا جاوے۔ کہتے ہیں کہ دس پارے خاص خاص اکابر
شیعہ کے پاس پائے جاتے ہیں۔
مگر یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شیعہ اثنا عشری کا وہ قول صرف جہلا کی گپ ہے
سلف سے لیکر خلف تک کوئی محقق شیعہ اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ قرآن
میں کوئی تغیر تبدل یا کمی بیشی ہوئی ہے۔ اور علماے اثنا عشری اس خیال کی
برات اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ عقائد شیخ صدوق
و تفسیر مجمع البیان اور کتاب مصائب النواصب مولفہ قاضی نور اللہ شوستری
اور شرح کافی کلینی مولفہ ملا صادق میں اسکی تصریح موجود ہے

صحابہ وغیرہ کے ساتھ سلوک

بوہرون نے علانیہ نام لیکر لعنت سے اپنی دعاؤں میں کل آل زیاد اور کل آل
مروان اور کل بنی امیہ اور ابن مرجانہ (یعنی عبید اللہ بن زیاد) اور عمر بن سعد
اور شمر کو معاف نہیں رکھا ہے۔ اور بوہری میں جو چھوٹا سا رسالہ گجراتی زبان میں
چھپے ابو بکر و عمر و عثمان وغیرہ صحابہ پر تبرا کی ہدایت کی گئی ہے اور گندے الفاظ کے عوض
ثواب آخرت کی بشارت دی گئی ہے اور خلفائے رسول اللہ کے بیگناہ دامن کو
ان آلودگیوں سے نجس کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کو کوئی ذی عقل قبول
کرنے پر آمادہ نہیں ہوسکتا مثلاً جب حضرت رسول مقبول نے ہجرت کے لئے
مکے سے کوچ کیا اور مع ابوبکر صدیق کے مکان سے نکلکر رات ہی کو ایک غار میں
چھپ کے بیٹھ رہے جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا۔ عبد اللہ بن ابی بکر روزانہ
غار پر آتے اور اہل مکہ کے مشورے اور حالات سے آگاہ کر جاتے تھے۔ اور عامر
بن فہیرہ (مولی ابی بکر صدیق) انکی بکریوں کو عبد اللہ بن ابی بکر کے پیچھے پیچھے نشان
مٹانے کو چراتی ہوئی لاتا اور شب کو وہیں رہجاتے۔ الغرض ہی کہ لقا... صاحب ... وغیرہ

آپ کو دیدیا جاوے اور اسما بنت ابی بکر روزانہ مکہ سے کھانا لا کر کھلا جاتی تھیں باوجود
کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈھتے ہوئے غار تک ہو بھی گئے۔ چونکہ وہیں غار پر مکڑیوں
نے پہلے ہی سے جالا لگا رکھا تھا اس وجہ سے مطمئن ہو کر واپس آئے اور سو اونٹوں کا انعام
آنحضرت صلعم اور ابو بکر کی گرفتاری کا اعلان کردیا۔ ابو بکر صدیق کی جان نثاری کا صلہ ملا۔
صاحبان کی طرف سے ابو بکر کو جو کچھ مرحمت ہوتا ہے وہ سن رکھنے کے قابل ہے قرآن میں جو آیا ہے
اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا جب پیغمبر نے اپنے یار کو کہا
کہ اندوہگین مت ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ملا صاحبان کہتے ہیں کہ غار کے اندر
ابو بکر زار زار آنسو چلا چلا کر روتے تھے۔ ظاہر میں تو یہ دکھلاتے تھے کہ میں حضور کی
غم میں روتا ہوں اور دل میں یہ مقصود کہ کوئی شخص باہر سے رونے کی آواز
سن لے اور آکر پیغمبر کو گرفتار کرے۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ جب خم غدیر کے مقام سے پیغمبر خدا علی کی ولایت کا خطبہ
فرما کر آگے بڑھے اور عقبہ نامی پہاڑ کے نکالنے میں پیغمبر خدا اور حضرت علی
کی اونٹنیاں پہنچیں تو آٹھ آدمی منہ کو ڈھاٹے باندھے غار کے سر پر آئے
اور پتیوں میں پتھر بھر کر اونٹوں کے پاؤں میں لڑکائے تاکہ آواز سے بھڑک جائیں
اور یہ دونوں بزرگوار گر پڑیں اور ہلاک ہو جائیں۔ خدائے پاک نے اوسی وقت بجلی
چمکا دی جس کی روشنی کچھ دیر قائم رہی اور ان دونوں بزرگوں نے ان آٹھوں کو
پہچان لیا جن میں اصحاب ثلثہ بھی تھے۔

اور یہ جو بہت سے برسبیل تنزل کہتے ہیں کہ جبکہ جناب سرور کائنات کی اولاد موجود تھی
تو صحابہ نے کیوں ان کی چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ صحابہ نے حضور
کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اہل استحقاق پر خرچ کرنے لگے اور اوس مال کے
ساتھ وہ برتاؤ کیا جو مال صدقہ کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت نے فرما دیا تھا لا
نورث ما ترکناہ صدقہ ہم گروہ انبیا نہیں چھوڑتے ہیں میراث جو کچھ ہم
چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے پس حضرت نے خود ہی اپنے متروکہ میں میراث جاری ہونے
دی۔ صدیق نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی اور پیغمبر علیہ السلام نے اولاد کو کوئی چیز
میراث میں نہ دی۔ اگر صدیق اوس میں میراث جاری کر دیتے تو گنہگار قرار پاتے۔

ملا صاحبان کو سوچ لینا چاہئے ہے کہ تمام صحابہ کو مرے ہوئے زمانہ دراز گذر گیا ہے اون مین سے جسکو اچھا سمجھا جاتا ہے نہ اوس نے انکے ساتھ کوئی سلوک کیا ہے اور جسکو برا بتایا جاتا ہے نہ اوس نے انکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی ہے پس ایسے لوگونکو برائی کے ساتھ یاد کرکے جنکو مرے ہوئے ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذرا وقت عزیز کو خراب کرنا کیا ضرور ہے اللہ نے ہمکو اپنا بندہ اور اپنے طاعات شرعیہ کیلئے بنایا ہے ہم پر یہ بات واجب نہین کہ ہم یہ سمجھین کہ فلان شخص برا ہے فلان شخص قابل لعن ہے وہ سب روز قیامت کو اللہ پاک کے سامنے کھڑے ہونگے وہان سچا جھوٹے سے حقدار غیر حقدار سے ممتاز ہو جائیگا دیکھو شیطان فرعون نمرود اور ابولہب برے ہین مگر انکو کسی نے سب کا داعی برا کہلوانا عبادت نہین سمجھا حالانکہ جن لوگون کو برا کہنے مین ثواب کی امید رکھتے ہین وہ تو رسول پاک کے سرکام مین ایسے وقت مین آرہے آتے تھے کہ جسوقت مین دین اسلام کو کوئی ثروت حاصل نہ تھی اور نہ اس مین داخل ہوکر کسی قسم کا دنیاوی فائدہ دیکھ رہا تھا پس اگر ایسے لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جاوے کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین کافر اور حضرت کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تو اس بات سے ہر شخص کو تعجب ہوگا اور ہر ذی ہوش یہ خیال کریگا کہ مسلمانون کے پیغمبر کی ہدایت سے اونکے پاس کے رہنے والونکو پورا فائدہ حاصل نہوا اور اس سے حضور کی نبوت پر الزام وارد ہوتا ہے اور سننے والے کو آپکی نبوت پر شبہ ہوتا ہے اسلئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کریگا کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اونکے دلون پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا تو وہ حضرت کی نبوت کی تصدیق نہین کر سکتا کیونکہ اگر آپ سچے نبی ہوتے تو آپ کی رسالت کا کام بے نتیجہ نرہتا بلکہ کچھ آپ کی ہدایت مین تاثیر ہوتی اور یہ جم غفیر صحابہ کا صدق دل سے آپ پر ایمان لایا ہوتا۔ باوجودیکہ آنحضرت کے دین کے ایک مذہب کے ایک داعی صاحب کی ہدایت مین وہ تاثیر ہے کہ جو بہرہ اونسے راہ راست پالیتا ہے وہ پھر گمراہی کے گڑھے مین نہین گرتا اور نہ اونکی ہدایت یافتہ آدمیون مین سے کوئی آدمی منافق ہوتا ہے۔ برخلاف پیغمبر اسلام کے کہ اونکی صحبت مین منافق صحابی ہوئے

مجمع کثیر رہتا تھا اور آپ اونکو حقیقی اور اصلی راہ راست دکھانے سے قاصر ہے۔ تف ایسی سمجھ پر۔

تقیہ

سب سے پہلے شیعہ کے فرقون مین جسنے تقیہ کا قول منہ سے نکالا وہ کیسانیہ مین بوہرے بھی تقیہ کے پابند ہین اور انکو اجازت ہی کہ اگر یہ ایسے آدمیون مین موجود ہون جو ان کے ہم عقائد نہون اور بوہرے بہت کم ہون تو اپنے آپ کو بھی اوسی مذہب مین ظاہر کرے تاکہ انکو کوئی ضرر نہ پہونچے۔ اسی لئے جب وہ دیکھتے ہین توحیں امام کے مصلے مین جگہ پاتے ہین وہین کھڑے ہوکر اوسکے مطیع نماز پڑہنے لگتے ہین۔

نماز۔ زکوۃ۔ صدقہ فطر۔ لیالی مکرمہ۔ صوم مسنونہ۔ وغیرہ

بوہرے وضو مثل اہل سنت کے کرتے ہین۔ اذان مین اشہدان محمدا رسول اللہ کے بعد اشہد ان مولانا علیا ولی اللہ دو بار کہتے ہین اور حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل محمد و علی خیر البشر و عترتہما خیر العتر دو بار کہتے ہین اور بعد اذان کے دعا پڑھ کے با آمین کرکے چند قدم چلتے پھر ہین ہاتھ کہولکر نماز پڑہتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتا ٹوپی مصلا جدا رکھتے ہین۔ نماز کے وقت ملبوس مستعمل اوتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین مگر یہ بات مسجد مین ہوتی ہی کسی اور جگہہ مستعمل کپڑونسے بھی نماز پڑھ لیتے ہین سبحانک اللہم کی جگہ پڑہتے ہین وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین علی ملۃ ابراہیم

دین محمد و ولایۃ علی وابرء الیہ من اعداءہ الظالمین اعوذ
باللہ من الشیطان الرجیم۔ رکوع کے اندر تین بار سبحان ربی العظیم
کہتے ہیں اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ وتعالیٰ تین بار کہتے ہیں
اور پہلے سجدے کے بعد بیٹھ کر ایک بار یون کہتے ہیں اللھم اغفرلی وارحمنی
واجبرنی وارفعنی اور دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہوتے ہیں یون
کہتے ہیں اللھم انی بحولک وقوتک اقوم واقعد فرض کی دو
رکعتوں کے بعد بیٹھ کر التشہد اس طرح پڑھتے ہیں بسم اللہ وباللہ
الحمد للہ والاسماء الحسنی کلھا للہ اشھد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
اللھم صل علی محمد نبیک وتقبل شفاعتہ فی امتہ و
صلی علیہ وعلی اھل بیتہ الطاہرین۔ اور پھر التشہد اس طرح
التحیات الطیبات الصلوات الطاہرات الزاکیات
الناعمات التابعات الغادیات والرائحات للہ
نماز تین وقت پڑھتے ہیں۔ ایک بار فجر کو پڑھتے ہیں۔ دوسری بار ظہر کو اور ظہر و
عصر کو ملا لیتے ہیں دن کے بارہ بجنے کے بعد جب آدھا گھنٹہ گذرا تو ظہر کی نماز شروع
کرتے ہیں اور اوس کو ختم کر کے پیش امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہیں اور ایک
بجتے ہی عصر کی نماز پڑھا دیجاتی ہے۔ غرضکہ ڈیڑھ بجے تک دونوں نمازیں ختم
ہو جاتی ہیں۔ تیسری بار مغرب کے وقت پڑھتے ہیں اور مغرب و عشا کو ملا لیتے
ہیں اور مغرب کی نماز بہت اول وقت پڑھتے ہیں اوسکو پڑھ چکنے کے بعد بام
کرتے ہیں۔ پھر بعد اس کے عشا کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ایک بوہرے نے
ایسا ہی بیان کیا ہے۔ بادلیا میں اول دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔ پہلی
رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں الحمد
اور قل یا ایہا الکافرون پڑھتے ہیں۔ سلام کے بعد مولانا محمد بن قاسم کی دعا
پڑھتے ہیں جسمیں عقول عشرہ کا بیان ہے۔ اور اسی لئے اسے عقل اول کہتے
ہیں۔ اسکے بعد پنجتن کی تسبیح مقررہ قاعدے کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور

سجدہ کرتے جاتے ہین اور مختلف تعداد مین اونکی ناموںکے ساتھ ندا کرتے ہین سب سے بعد امام طیب کے نام سے کئی بار ندا کی جاتی ہے اور پھر پھر سجدہ کیا جاتا ہے اور پھر ایک دعا بھی پڑھی جاتی ہے اور ایک بڑا دیباچہ ہے جس مین عقل اول کی دعا بر بکر دو رکعت ہر رکعت کے بعد دعا پڑھتے ہین قالہ اللہ تعالے مقامات ربانیہ کے وسیلہ سے پڑھنے والے کے تمام گناہ بخشتا ہے۔

مسجد مین عورتون کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہین پیش امام مطلق عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی مین بوہرون کے لئے مقرر ہوتا ہے اوسکی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اور زکوۃ کا روپیہ داعی کو بھیجتا ہے۔

مجالس سیفیہ کی ساتوین مجلس مین لکھا ہے کہ زکوۃ فطر ایک صاع گیہون یا ایک صاع جو یا ایک صاع چھوارے یا ایک صاع مویز ہین۔ اگر گیہون اور جو اور چھوارے اور مویز نہ ملین تو اس کے عوض نقد دام قبل افطار کے دیوے

فائدہ صاع عمر آٹھ رطل کا تھا اور صاع بغدادی و عراقی و کوفی و صاع نبی و صاع رسول بھی اسیقدر ہین اور صاع حجازی و مدنی پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے اور صاع ہاشمی چار صاع عراقی کی برابر تھا۔

مجالس سیفیہ کی چوتھی مجلس مین ذکر کیا ہے کہ مقدس راتین ۱۰۔ ۱۹۔ ۲۱۔ ۲۳ تاریخ کی ہین۔ اور مسنون روزے یہ ہین ماہ شعبان اور ہر ماہ کا پنجشنبہ اول و آخر اور ہر ماہ کا درمیانی چہارشنبہ اور صحیفۃ الصلوۃ مین لکھا ہے کہ رمضان کی سترھوین۔ انیسوین۔ اور اکیسوین رات افضل ہے اور لیلۃ القدر ہزار مہینون سے افضل ہے۔ یہ رات حضرت بی بی فاطمہ کی طرف منسوب ہے۔ رات بھر جاگنے کا حکم ہے۔

ان کے ہان عقیقہ کرنا واجب ہے یہانتک کہ اگر نادار ہو تو جب مقدرت حاصل ہو قضا کرے۔ دو برس سے چھوٹی بکری کا نہین آتی اور تمام اعضا اوس کے درست ہونا چاہیئن کچھ زیادتی نہو۔ بکری کی ہڈیان بغیر توڑے جدا کی جاتی ہین اور فرزند کے بالون کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کی جاتی ہے۔

اب ائمہ اہل سنت کی رائے اس کے متعلق سننا چاہئے امام محمد شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنی موطا میں لکھا ہے کہ ہم کو ایسا پہنچا ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسوم سے تھا اور اول اسلام میں بھی معمول تہا بعد ازاں قربانی نے ہر ذبح کو جو اوس کے پہلے تھا نسخ کیا اور رمضان کے روزے نے ہر اوس روزہ کو نسخ کیا جو اوس سے پہلے تہا اور غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ اوس کے پہلے تھا نسخ کیا اور زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوس کے تھا نسخ کیا۔ امام احمد حنبل اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک عقیقہ سنت ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عقیقہ سنت بھی نہیں۔

میثاق

شیعہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر خم کے مقام پر کہ ایک جگہ مکے اور مدینے کے درمیان میں ہے سب صحابہ کو جمع کر کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بار خدایا میں جس شخص کا مولا ہوں اوس کا علی مولا ہے اور خداوندا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے۔ دشمن رکھ اوسکو جو علی سے دشمنی رکھے اور اس ارشاد کی ضرورت اس لئے ہوئی تھی کہ پیغمبر خدا جب اس مقام پر پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اے رسول پہنچا اوس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے اتری اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو کچھ بھی نہ پہنچایا اور تجھکو اللہ لوگوں سے بچائے گا پھر جب آنحضرت صلعم اس خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنی آج میں کامل کر چکا دین تمہارا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر چکا پس آیت اول جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے اونکی مولائیت کی بشارت دی اور نعمت کا تمام کرنا وہی جناب امیر کی مولائیت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل ہیں اور خلافت کے لئے حقدار ہیں

بوہرے ۱۸۔ ماہ ذیحجہ کو واقعہ غدیر خم کی یادگار مین عید مناتے ہین روزہ رکھتے
ہین غسل کرتے ہین۔ زوال کے وقت دو رکعت نماز کی پڑھتے ہین اور نیت
مین بعبارت عربی یہ کہتے ہین کہ نماز پڑھتا ہون مین اس روز مبارک شریف کی
کہ عید غدیر خم کی ہے اللہ تعالی کی شکر گزاری کے لئے دو رکعتین اللہ کے
لئے [illegible] اس نماز کی دونون رکعتون مین الحمد ایکبار قل ہو اللہ احد دس بار
اور آیت کرسی دس بار اور انا انزلنا دس بار پڑھتے ہین۔
عید غدیر کے دن ہر مقام پر عامل بوہرون سے میثاق لیتا ہے۔ اور پندرہ برس
سے جسکی عمر کم ہو اوس سے میثاق نہین لیا جاتا اس میثاق مین عقائد اور مذہب
کی باتون پر قایم رہنے اور بری باتون سے بچنے کا اقرار لیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک اپنی
مقدرت کے موافق عامل کو نذر دکھاتا ہے۔ تمام زر نذر سے چہارم حصہ عامل
کو ملتا ہے اور تین حصے داعی کی سرکار مین جمع ہوتے ہین۔

باغ فدک

بوہرون کی ناراضگی کی حضرت صدیق سے بڑی وجہ باغ فدک بھی ہے کہ جب
بی بی فاطمہ نے آنحضرت کے انتقال کے بعد یہ دعوے کیا کہ باغ فدک حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر ہبہ کر چکے ہین تو اُن سے گواہ طلب کئے۔ بی بی صاحبہ کیطرف سے
حضرت علی اور ایک عورت یہ دو شاہد پیش ہوے۔ انکی شہادت کو اس لئے قبول
نہ کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہین بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت
تھی۔ بوہرے کہتے ہین کہ جبکہ جناب سرور کائنات بی بی صاحبہ اور جناب امیر کے
جنتی ہونے کی خبر دے چکے ہین تو اول تو اون سے گواہ ہی طلب کرنا بیجا ہے تھا
اگر طلب کئے تھے تو نصاب شہادت کا پورا کرنا کیا ضرور تھا۔ کیونکہ جنتی آدمی جھوٹا
کب ہو سکتا ہے۔
مین انکی خدمت مین یہ جواب عرض کرتا ہون کہ گواہون کے پیش کرنے اور نصاب
کے پورا ہونے کی قیدین ان معصومین اور اہل جنت ہی نے خود اپنے اوپر لگائی ہین
چنانچہ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین لکھا ہے کہ جناب امیر کی ایک زرہ

چوری جاتی رہی تھی وہ ایک یہودی کے پاس برآمد ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ مسند خلافت پر متمکن تھے آپنے حق رسی کے لئے قاضی شریح کی عدالت میں رجوع کیا قاضی نے یہودی سے جواب طلب کیا یہودی نے کہا کہ یہ زرہ تو میری ہے اور میرے ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ میرے قبضے مین ہے۔ قاضی نے حضرت علی سے گواہ طلب کئے آپنے ایک تو اپنے صاحبزادے حسن کو اور دوسرے قنبر کو پیش کیا شریح نے کہا کہ قنبر کی شہادت مین تو کوئی مضائقہ نہین گو وہ آپ کا غلام ہے مگر آپنے اوسکو آزاد کردیا ہے لیکن آپکے بیٹے کی گواہی مقبول نہین آپنے تسلیم کرلیا اور زرہ یہودی کو دیدی باوجودیکہ آپ امیر المومنین تھے اور قاضی ایک ادنی ماتحت تھا۔ نہ آپ قاضی سے ناراض ہوئے نہ اوس کے حکم سے انکار کیا نہ معزول کیا اور وہ کیون ایسا کرتے اون مین ان لوگون کی سی نفسانیت نہ تھی وہ سچے اور پکے دیندار اور قانون اسلام کے پابند تھے اور تمام مسلمانون کے لئے جو عام حکم تھے اوسے وہ اپنے آپکو مستثنے نہین سمجھتے تھے وہ خوش نیت تھے اور کوئی اور اونکی نیتین ان لوگون کی سی نہین ہین

رویت ہلال۔ روزہ رمضان۔ عید اور حج

اس فرقے کے یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایک یا دو روز قبل روزہ رکھتے ہین اور جب ایک یا دو روز باقی رہتے ہین تو عید منا لیتے ہین اور پورے تیس روزے رکھتے ہین اور روزہ اول وقت افطار کرتے ہین جیسا کہ حنفیہ افطار کرتے ہین۔ اور نماز مغرب بھی حنفیہ کی طرح اول وقت مین پڑھتے ہین۔ یہان ایک بات جو سن لینے کے قابل ہے وہ یہ کہ بعض بوہرے تیسرے مجھ سے بیان کیا کہ مولانا قطب الدین قبل رویت ہلال کے عید کرنے پر احمدآباد مین اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ۲۷ جمادی الاخر ۱۰۵۶ھ کو شہید کئے گئے تھے اونھون نے کہا کہ تم نے کیون ایک دن پیشتر عید کرلی اور دیکھا

ابھی شوال کا چاند نہین دیکھا ہے انھون نے انکار کیا اوس لئے کہا کہ ہم پیٹ
چاک کراتے ہین۔ اگر عید کی ہوگی تو سویان کہائی ہونگی۔ جہوٹ سچ کھل جائیگا
سویان پیٹ مین سے نکلینگی۔ چنانچہ پیٹ چاک کرانے پر سویان نکلین۔ انکی لاش کو
منزبلے مین پھکوا دیا۔ رات کو لوہرون نے اوٹھا کرا دیک مقام پر دفن کر دیا۔
جہان اب اونکی قبر واقع ہے۔ یہان غور کرو کہ ۲۷۔ جمادی الآخر ہے اور عید
کی سویون سے کیا واسطہ۔ اگرچہ مجھکو بحیثیت مورخ ہونے کے ایسے بے سروپا
واقعات کو قلم انداز کردینا چاہیے تہا۔ لیکن ناظرین کو خیالات دکھانے کے لئے
ایسا کیا گیا۔

عالمگیر ۱۰۲۷ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا اور ۱۰۶۸ھ مین دارا شکوہ پر غلبہ حاصل کرکے
اپنا لقب عالمگیر مقرر کیا ۱۰۵۵ھ مین شاہجہان نے اسکو گجرات کے انتظام
کے لئے بھیجا تہا اور ۱۰۵۶ھ ہجری مین وہانسے واپس بلاکر بدخشان کی تسخیر کے
لئے مامور کیا تہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قطب الدین کی شہادت کا
واقعہ عالمگیر کی ایام شاہزادگی اور صوبہ داری گجرات کا ہے۔

بوہرے عشرہ محرم کے مراسم بھی قبل سے ادا کرلیتے ہین۔ اور مقام عرفات مین بھی
ایک دو روز قبل حج بجالاتے ہین اور وہ اس تدبیر سے ہوجاتا ہے کہ اہل سنت
کو خبر تک نہین ہوتی۔ مقام عرفات مین حج سے کتنے دن قبل سے حاجیون کی
آمد شروع ہوجاتی ہے۔ اور وہ کوئی چہوٹی سی جگہ نہین کہ اگر تہوڑے لوگ کچھ
کچھ کرین تو سب کی نظرین اوپر پڑین۔ بس اپنے طور پر مراسم حج علیحدہ
اور مخفی ادا کرلیتے ہین۔

مجھسے ایک بوہرے نے بیان کیا کہ ہم قبل سے عرفات مین پہنچ گئے۔
اور یمن کیطرف کے اسماعیلی بھی شامل تھے۔ یمن مین اسماعیلیون کی بڑی
آبادی ہے۔ ہم سب اسماعیلیون نے دو روز قبل کھڑے ہوکر حج کے مراسم
ادا کرنے شروع کئے اور ایک ذی علم اسماعیلی ساکن یمن یہ کام کرا رہا تہا کہ بہت سے
اہل سنت ہماری جماعت کو کھڑا دیکھ کر وہان آگئے اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو
تو انہنے جواب دیا کہ ہم کچھ دعا کرتے ہین۔ وہ اس سادے سے جواب کو سنکر

ہٹ گئے۔ پھر ہمنے مزدلفہ مین جاکر اسطرح شب گذاری کی کہ جو راستہ ادہر کو ہے وہ طائف سافرون کو راستہ بھی ہے طائف کے آنے والے اسی راستے سے خانہ کعبہ کو جاتے ہین۔ پس ہم سب مزدلفہ کو روانہ ہوئے راستہ مین جو لوگ عرفات کو آنے والے ملتے اور ہم سے دریافت کرتے کہ عرفات کو بھی واپس کیون جاتے ہو تو ہم جواب دیتے کہ ہم طائف سے آرہے ہین اگے ہن ہو کر عرفات کو آجینگے۔ اور اس حیلے سے مزدلفہ مین رات گذار کر پھر عرفات کو لوٹ آئے اور یہ سنو تمام حجاج کے شریک رہے۔

ماہ رمضان کے ہمیشہ سے روزہ ہونیکی وجہہ

بوہرہ کی ایک کتاب مین لکھا ہے۔
معلوم تھا کی ورس نا بار مہینہ چھے تھا سے چھ مہینے کامل انی چھ مہینہ ناقص چھے تو عقلا واجب چھے کہ ورس نو اصل انی اساس نقصان نا دون کامل پہ ہوی تیجو اسطے ورسنو پہلو مہینو محرم سے شروع تھیو تہ کامل مہینو چھے انی جو مہینو صفر تہ ناقص انجمل ربیع الاول کامل انی ربیع الاخر ناقص انی جمادی الاول کامل انی جمادی الاخر ناقص انی شہر رجب کامل انی شعبان ناقص انی شہر رمضان کامل انی شوال ناقص انی ذیقعد کامل انی ذی حجہ ناقص نبی صاحب صلوات اللہ علیہ نو فرمان چھے کہ کوی وقت شعبان کامل تھا انی شہر رمضان ناقص نہ تھا تی مہے۔ نبی صاحب نو آقول ہو کہ مہینے نا کمال انی نقصان نا ہیر و تل چھے انی شعبان نا ناقص تھا انی لیلۃ النصف نی ہوی دلیل چھے کہ شہر رجب انی شہر رمضان ناہی لیلۃ النصف نتھی
مطلب اس کا یہ ہی کہ برس کے بارہ مہینے ہوتے ہن جن مین سے چھہ کامل ہوتے ہین۔ چھہ مہینے ناقص ہوتے ہین۔ پس عقل کی رو سے واجب ہوا کہ برس کی اصل او رجر نقصان اور کمال پر ہوئی۔ پس برس کا پہلا مہینہ محرم سے

شروع ہوا اسلئے وہ کامل مہینہ ہے اور اس سے دوسرا مہینہ صفر کا ناقص ٹہرا۔
اسیطرح ربیع الاول کامل اور ربیع الثانی ناقص اور جمادی الاول کامل۔ اور
جمادی الاخر ناقص اور ماہ رجب کامل اور شعبان ناقص۔ اور ماہ رمضان کامل
اور شوال ناقص اور ذیقعدہ کامل اور ذی حجہ ناقص۔
حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کسی وقت کامل
یعنی تیس دن کا نہیں ہوتا اور رمضان ناقص یعنی اُنتیس دن کا نہیں ہوتا حضور
پرنور کا بھی ارشاد ان دونوں مہینوں کے کامل و ناقص ہونے پر دلیل ہے
اور شعبان کے ناقص ہونے کی دلیل لیلۃ النصف کا ہونا بھی ہے
کہ یہ ماہ رجب اور رمضان میں نہیں ہوتی۔ ماہ رمضان کے کبھی روزہ ہونے
کا استدلال اوس حدیث سے بھی ہوتا ہے جو فروع کافی کی کتاب الصیام
کے پہلے باب میں مذکور ہے۔ عن سہل بن زیاد عن محمد بن اسمٰعیل
عن بعض اصحابہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام الیٰ آخرہ (ترجمہ روایت نادرہ)
اللہ تبارک وتعالے نے فرمایا کہ جبکہ روز میں دنیا کو پیدا کیا پھر سال کے دن
اختیار کئے اور ایک سال تین سو چون دن کا شعبان کبھی پورا نہیں ہوتا ہے۔
اور رمضان بخدا کبھی نہیں گھٹتا ہے اور فریضہ ناقص نہیں ہوتا۔
اللہ تعالے فرماتا ہے ولتکملوا العدۃ (تعداد پوری کرو) اور شوال انتیس
دن کا اور ذیقعدہ تیس دن کا اللہ تعالے فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلثین
لیلۃ واتممنا ہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ (ہمنے موسےٰ سے تیس راتوں کا وعدہ
کیا اور تمام کیا اوسے دس سے پس پورا ہوا وعدہ رب کا چالیس راتیں)
اور ذیحجہ انتیس دن کا اور محرم تیس دن کا پھر سب مہینے عدا اس کے ایک
مہینہ پورا اور ایک ناقص ہیں
یہ روایت ایسی ضعیف ہے کہ محمد بن اسمٰعیل اور امام جعفر صادق علیہم السلام
کے درمیان راوی کا نام نہیں۔ خدا جانے کون ہے اور کیسا ہے۔ پھر اس کے
مخالف روایات کثیرہ معتبرہ آئمہ علیہم السلام کتب اثنا عشریہ میں منقول ہیں جن میں
صاف صاف فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں کی طرح نقصان پہنچتا ہے

کبیسہ یعنی لوند

نسخہ صحیفۃ الصلوۃ بمبئی مین نورالدین جیوا خان اسماعیلی کے مطبع مین داعی مولانا نجم الدین عبدالقادر علیہ الرحمہ کے حکم سے بندہ داری نورالدین جیوا خان چھپا ہے اوس مین کبیسہ کا حساب یون مندرج ہے

کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کبیسہ کے بیان مین آئی ہے جسکے اندر ابجد کا قاعدہ کام آتا ہے اور وہ یہ ہے۔

ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰

ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض
۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰

ظ	غ
۹۰۰	۱۰۰۰

حروف قرن کبیر ہیں

ز	ه	ج	ا	و	د	ب
۷	۵	۳	۱	۶	۴	۲

اور قرن صغیر کی تیس حروف ہیں جنمین سے ہر ایک حرف برس برس روز کا شمار ہوتا ہے

ه ب ز د ا و ج ز ه ب ز د ا و ج ز ه ب و د ا

و ج ز ه ب د ا و

اور یہ حرف بارہ مہینو کے مشہور ہین ایک حرف کے واسطے ایک ایک مہینہ مقرر ہے

ز	ب	ج	ه	ف	ا
۷	۲	۳	۵	۸	۱
محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الاخر	جمادی الاول	جمادی الاخر

ب	د	ه	ز	ا	ج
۲	۴	۵	۷	۱	۳
رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذیقعد	ذی حجہ

پس قرن صغیر کے حروف مین سے جس حرف پر سکون ہے اوس حرف کا سال کبیسہ کا سال ہے یعنی اوس سال کا ذیحجہ تیس دن کا ہوتا ہے ۔ ان شعرون مین بہی بات مذکور ہے۔

ثلثون السنون الدهر تلتقی ۞ لهجرة احمد النزا کی المغارس
فثانیة وخامسة جمیعا ۞ وثامنة وعاشر الکبائس
کذالک ثلث عشر نہ سدس ۞ ولتسع فی القیاس لکل قائس
وحادیة ورابعة وسبع ۞ ولتسع بعد عشرین الکبائس

غرض یہ ہے کہ ہر تیس برس مین گیارہ بار کبیسہ واقع ہوتا ہے۔
اور وہ یہ ہین۔ سال دوم ۲ پنجم ۵ ہشتم ۸ دہم ۱۰ سیزدہم ۱۳ شانزدہم ۱۶
نوزدہم ۱۹ بست ویکم ۲۱ بست وچہارم ۲۴ بست وہفتم ۲۷ بست ونہم ۲۹۔
کوئی شخص چاہے سنہ ۱۳۱۲ کے محرم کی پہلی تاریخ نکالے یا جس مہینے کی چاہے
اوسکی نکالے تو اس کا قانون اسطرح ہے کہ اسی قرن کبیر کا حرف ز ہے
اس کے ابجد کے حساب سے سات عدد ہوتے ہین اور قرن صغیر کا حرف واو
جسکے ابجد کے حساب سے چھ عدد ہوتے ہین اور محرم کا حرف ز ہے جسکے
سات عدد ہوتے ہین پس ان تمام اعداد کا مجموعہ (کہ دو جگہ سات سات ہین
اور ایک جگہ چھ) بیس ہوا جس ہین سے سات سات نکالے تو باقی چھ رہے
ان کو اسطور سے گن لو یا رہ شنبہ سے کہ سال کے محرم کی پہلی تاریخ جمعہ آتا ہے
اسی طرح جس مہینے کی پہلی تاریخ نکالنا چاہین اوس مہینے کے حروف لیکر جمع کرنے
کے بعد سات سات نکالین اور جو باقی رہے اوس کو اسی طور سے گنین
جب تک کہ پہنچے وہی دن مہینے کی پہلی تاریخ کا دن ہوگا۔
صناجة الطرب فی تقدمات العرب مین جو ملک شام مین عربی زبان مین چھاپی گئی
ہے لکھا ہے کہ کبیسے کے حساب کرنے والے نساۃ لوگ ہوا کرتے ہین۔ نساۃ
نسئی سے مشتق ہے یعنی مہینے کے ہٹا دینے والے۔ اس طریقے مین یہ ہوتا
کہ چند دن مہینون پر بحساب کسور بڑھا دیتے ہین جس سے تین برس مین ایک
مہینہ پورا نکل آتا ہے۔ یہ طریق مصری عربون مین اب تک رائج ہے۔
مگر اسلام نے اس کو موقوف کر دیا ہے اور فقط قمری حساب رویت ہلال کے
مطابق جاری رکھا ہے۔ اسلام کے تمام فرقے اپنے عام احکام شرعیہ رویت
ہلال کے لحاظ سے کرتے ہین سوائے فرقہ شیعہ (مہدیہ) کے

اسلامی سال محرم کے مہینے سے شروع ہوتا ہے اور عموماً ایک مہینہ تیس اور
ایک مہینہ انتیس دن کا حساب کیا جاتا ہے تاکہ قمری سال تین سو چون روز
اور ایک خمس اور ایک سدس کا ہو (۳۵۴ ۱/۵ ۱/۶) امام مقریزی کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ اسی کسر کی وجہ سے مسلمانوں نے ذی الحجہ کے مہینے میں
ایک دن کا اضافہ کر دیا ہے بشرطیکہ وہ کسر نصف دن سے زیادہ ہو۔ اس
سبب سے اون سال میں ذی الحجہ تیس دن کا ہو جاتا ہے۔ اوس سال کو سال کبیسہ
کہتے ہیں۔ اس حساب سے پورے سال کے دن تین سو پچپن ہو جاتے ہیں
اسی طرح جمع ہوتے ہوتے ہر تیس برس میں گیارہ دن بڑھ جاتے ہیں مقریزی
کا مطلب تیس برس سے قمری سال مراد ہیں ان تیس برسوں میں انیس برس
تو بغیر کبیسہ کے ہونگے اور گیارہ برس میں کبیسہ پڑے گا۔ وہ گیارہ برس
وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔

مسلمانوں کا پہلا مہینہ آٹھویں پندرہویں اور انتیسویں میں اور قوموں کے
مہینوں سے موافقت رکھتا ہے۔ لیکن اگر محرم کی پہلی یکشنبے کے روز واقع ہو
تو صفر کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو چہارشنبہ ربیع الثانی
کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ جمادی الاولے کی پہلی کو چہارشنبہ جمادی الاخرے کی
پہلی کو دوشنبہ رجب کی پہلی کو سہ شنبہ شعبان کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا۔ ماہ صیام
کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ شوال کی پہلی کو یکشنبہ ہوگا۔ ذی قعدہ کی پہلی کو دوشنبہ
ہوگا۔ ذی الحجہ کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ اور اگر محرم کی پہلی دوشنبے کو پڑی
تو صفر کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ ربیع الاول کی پہلی پنجشنبہ۔ اور اگر محرم کی پہلی کو
ہفتہ ہوا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا
علی ہذا القیاس سمجھ لو۔

صحیفہ جو مردے کے ساتھ قبر میں رکھتے ہیں

ایک صحیفہ مرنے کے بعد غسل و کفن دیکر مردے کے ہاتھ میں دیکر اوسکے ساتھ

نبر میں رکھا جاتا ہے۔ اس میں مرد کے واسطے مذکر کی ضمیر اور عورت کے واسطے مونث کی ضمیر بھرنے کے سوا کوئی تفریق نہیں یہ صحیفہ حقیقت میں عقائد میت کی تصدیق کرنے کو عامل کیا جاتا ہے جو اس موقع پر داعی وقت کی طرف سے مقرر ہو شہادت ہے۔ اس میں سیدنا و مولانا کے بعد داعی وقت کا نام درج کیا جاتا ہے۔ اور ماذونہ سیدی کے بعد ماذون کا نام لکھا جاتا ہے اور مکاسر و سیدی کے بعد مکاسر کا نام تحریر کیا جاتا ہے۔ نقل اس کی یہ ہے۔

اعوذ باللّٰہ العظیم و بوجہہ الکریم من الشیطان الرجیم۔ اللّٰھم هذا عبدك الضعیف الفقیر المحتاج الی رحمتك جاءته الوفات التی ختمتها علیه اللهم فتلقه بالروح والریحان والتجاوز عن سیئاته بالاحسان الیه وارفع روحه مع ارواح النبیین و الصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا ذلك الفضل من الله وكفی بالله علیما اللهم ارحم جسمه اللابث فی التراب وآسر الیه من سواری لطفك ما یكون ضمینا له بالتخلص من العذاب وقاضیا له بكریم الرجعی وحسن المآب بحق ملائكتك المقربین و بحق الروحانیین و ملائكتك النورانیین وانبیائك المرسلین الخیرة والصفوة من خلقك اجمعین وبحق نبیك المصطفی وامینك المجتبی محمد خیر من مشی علی الغبراء واظلته الخضراء وبحق وصیه علی ابن ابی طالب ابی الائمة النجباء والحامل عن نبیك ثقل الاعباء وبحق مولاتنا فاطمة الزهراء الانسیة الحوراء وبحق الائمة من نسلها والصفوة من نجلها الحسن والحسین سبطی نبیك و بعلی ابن الحسین و محمد ابن علی و جعفر ابن محمد و اسماعیل بن جعفر و محمد ابن اسماعیل و عبد الله المستور و احمد المستور والحسین المستور و مولانا المهدی و مولانا القائم و مولانا المنصور

ومولانا المعز ومولانا العزیز ومولانا الحاکم ومولانا الظاهر ومولانا
المستنصر مولانا المستعلی ومولانا الآمر ومولانا الامام الطیب
ابی القاسم امیر المومنین وبحق ابوابھم وحججھم ودعاتھم وبحق
قائم آخر الزمان وحجتہ وائمۃ دورہ صلوات اللہ علیھم اجمعین
وبحق داعی الوقت والاوان سیدنا ومولانا ومأذونہ سیدی
ومکاسرہ سیدی محمد وولدہ الفضلاء الذین یقضون بالحق
وبہ یعدلون حسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بارخدایا تیرا بندہ ضعیف حقیر محتاج تیری رحمت کا ہے اسکی
وفات سفرہ آئی اس کو آسایش اور خوشبو سے ملا اور اس کے گناہوں سے احسان
کے ساتھ درگذر کر اور اسکی روح کو ارواح انبیا وصدیقین وشہدا کے ساتھ
درجہ عالی عطا کر۔ اور کچھ اور دعائیہ کلمات کے بعد کاموں کے لئے ملائکہ
اور انبیا اور حضرت محمد مصطفےٰ اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ زہرا اور حضرت امام حسن
سے امام طیب ابوالقاسم اور مہدی آخر الزمان تک تمام آئمہ کو اور اون کے
بابوں اور حجتوں اور داعیوں اور داعی وقت اور اوس کے ماذون ومکاسر
وحدود لکو درگاہ الہی میں وسیلہ گردانا ہے

بوہروں کے مذہب میں فلاسفہ یونان کی باتوں کو دخل

مولانا محمد بن طاہر کی دعا میں عقول عشرہ کو اور اون کے سوائے روحانی
اور جواہر مجردہ کو جناب الہی میں وسیلہ بنایا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔
اللھم انی اسئلک یا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو یا من ھو کما ھو
نتوسل الیک اللھم بالعقل الاول وبتالیہ وبالسبعۃ العقول
التی تلیہ وبعاشرھم القائم المقام الاول الذی فی افقہ والحائز ما

الجاذبة والحرکات الیة الساریة شرفت سبقة وهن فی ضمن
کل واحد من القوی الروحانیة والاشباح القدسانیة و اتوسل
الیک اللهم بصاحب الرتبة العلیة وصفوة الصفو من
اهل الجنة الابداعیة الذی له حرکت الحرکات الجرمانیة و
الجسمانیة وصار مطرح اشعة بعض الجبروتیة والملکوتیة
وبالسبعة والعشرین المدبرین للاکوان المسارعین الی اجابته و
بمن قام بعدهم فی المقامات الانبعاثیة والانوار الانبعاثیة
الی انقضاء عصرهم وانتهاء عدتهم ومجاز ادوارهم واخر ساعة
من ساعات نهارهم

یعنی اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں ۔ اسکے لیے وہ ذات پاک کہ کوئی نہیں
جانتا کہ وہ کیا ہے ۔ مگر خود ہی یعنی وہ ہے آپ اپنی ذات کو جانتا ہے
اسکے وہ ذات پاک کہ وہ خود ہی جیسا کہ وہ حقیقی ۔ اور میں وسیلہ پکڑتا ہوں
اے اللہ تیری جناب میں عقل اول کے ساتھ اور ہوا اس سے پہنچے
ہے یعنی عقل دوسرے کے ساتھ اور اون ساتھ عقلوں کے ساتھ جو دوسری
عقل سے پیچھے ہیں اور دسوین عقل کے ساتھ جو جیلی کی قائم ہے اور شکل
کے [illegible] وسکی علامتیں ہیں ۔ اور جو کچھ پھرنے والا ہے اسکے ماسوی
کے [illegible] اور جو کچھ پھرنے والی چیز ساتھ ملا جلے بہننے کے
جو حرکت کرنے والا ہے طرف اوس شخص کے جو اوسکی [illegible] ہیں کی
سبقت کرنے والی ہے اوسکی بزرگی کو یعنی عقل اول نے تقدم کیوجہ سے
جو شرف حاصل کیا ہے وہ شرف دسوین عقل نے اپنی عنایت کیوجہ سے
حاصل کیا ہے ۔ اور اس وجہ سے دونوں مرتبے میں برابر ہوگئے ہیں یعنی ایک
تقدم کیوجہ سے بزرگ ہوئے ۔ اور ایک اپنی مہربانیونکی وجہ سے اور میں
توسل کرتا ہوں اسے اللہ تیری جناب میں اون روحانی قوتوں اور پاک
صورتوں کے ساتھ جو ہر ایک شخص کے اندر موجود ہیں اور وسیلہ پکڑتا ہوں
میں تیری جناب میں اسے اللہ اوس صاحب مرتبہ عالی اور برگزیدہ

تزیین کے ساتھ جسکا بدن ملثا باد سے کے پیدا ہوا ہے اور اوسکی وجہ سے
آسمانون اور عناصر نے حرکت پائی ہے اور عقول جبروتی و ملکوتی کے
انوار کے گرنے کی جگہ ہوگیا ہے اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون -
تیری جناب مین اون تابعین کے ساتھ جو دسوین عقل کے پیچھے توقبول
کرتے ہین اور اوس کے زنانہ بردار ہین اور اوس کے حکم کی تعمیل مین جلدی
کرنے والے ہین اور وسیلہ کرنے والا ہون تیری جناب مین والی شخص کے ساتھ
جو بعد اونکے ایسے مقامات کا جانشین ہوا جو برانگیختہ کرنے والے اور لمبی لمبی
روشنی رکھنے والے ہین اونکی مدت کے تمام ہونے اور انکی تعداد کے
پورا ہونے تک - اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون تیری جناب مین
اوس شخص کے ساتھ جسکے اوپر ان عہدون کے دورون کا خاتمہ ہے
انتہائے زمانہ تک

اس مضمون مین اول سے آخر تک فلاسفہ یونان کے عقائد اور مسلمات
کی اتباع کی ہے اور اس سے صرف اللہ تعالے کا علۃ العلل ہونا ثابت
ہوتا ہے - اور اوس کے لئے صرف تقدم ذاتی کا حاصل ہونا پایا جاتا ہے
نہ تقدم زمانی کا جیسا کہ بیٹے کو باپ پر تقدم زمانی حاصل ہے کیونکہ
خدا کے لئے علیت کا تقدم ثابت ہوتا ہے - اور خاصیت اس
تقدم کی یہ ہے کہ متاخر کا وجود بغیر اوس کے نہین ہوتا اور اوس کے ساتھ
ہوتا ہے یعنی اوس علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے بعد
اسکے معلول کو کہ متاخر ہے وجود حاصل ہوتا ہے - اور متقدم بسبب
بغیر متاخر کے نہین ہوسکتا ہے اسکو متقدم بالذات کہتے ہین - مثال
اسکی ممکنات مین اونگلی کی حرکت ہے انگوٹھی کی حرکت پر اور عالم کا
قدیم ہونا لازم آتا ہے - اور اہل اسلام جس خدا کو مانتے ہین اور رسول
مقبول نے جس خدا کی تعریف کی ہے وہ ایسا خدا نہین ہوسکتا - اوسکی
ذات قدسی ایسے خدا سے عالی ہے جسکا ذکر مولانا محمد صاحب نے
کیا ہے - کارخانہ عالم کی ایجاد مین ایسے اللہ کو کوئی دخل نہوگا بجز اسکے

کہ اوس نے اول ایک عقل کو پیدا کیا بعدہ اوس عقل نے دوسری عقل اور
ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اوس کے دوسری عقل نے تیسری عقل اور ایک
آسمان پیدا کیا بعد اوسکے اس تیسری عقل نے چوتھی عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔
اور بعد اوسکے چوتھی عقل نے پانچویں عقل اور ایک آسمان پیدا کیا اسیطرح دس عقلیں
اور نو آسمان پیدا ہوئے اور انہیں دس عقلوں کو عقول عشرہ کہتے ہیں جو لوگ
عقول ملائکہ خیال کرتے ہیں وہ یونانی حکما کی اصطلاح کو اسلام کے پردہ میں
چھپاتے ہیں کیونکہ حقیقت میں ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اسلام میں
ملائکہ کہتے ہیں اجسام لطیف نورانی کو کہ مشکل اور شاق کام کرنے پر قادر ہیں اور
مختلف اشکال کے ساتھ متشکل ہو جاتے ہیں اور اونکے ابدان اور حواس ہوتے
ہیں اور حکما کے نزدیک عقل ایک ایسا موجود ممکن ہے کہ نہ جسم ہے اور نہ
حال ہے جسم میں اور نہ جسم کا جزو ہے بلکہ جوہر مجرد ہے مادے سے اپنی ذات
اور فعل میں یعنی نہ جسم ہے نہ جسمانی اور نہ اوس کے کام موقوف ہیں جسم کے ساتھ
متعلق ہونے پر۔ اور بادوسری عبارت میں یوں سمجھو کہ وہ جوہر مجرد ہے جسم کے
ساتھ اوس کا تعلق صرف تاثیر کے لئے ہے نہ تصرف و تدبیر کے لئے
اور متکلمین اسلام جوہر مجرد کو باطل کرتے ہیں۔

ہر نبی کے لئے ایک مقیم اور ایک وصی ہوتا ہے

مولانا محمد بن [illegible] کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم سے حضرت محمد تک
ہر پیغمبر کے لئے ایک مقیم ہوتا تھا اور ایک وصی بھی ہوتا تھا اور اوسکے زمانہ نبوت میں
احکام اور دین کی حدود کو قائم کرتے تھے چنانچہ حضرت آدم کے مقیم شیث تھے اور
اونکے وصی ہابیل تھے۔ اور حضرت نوح کے مقیم [illegible] تھے اور وصی [illegible]
اور حضرت ابراہیم کے مقیم [illegible] تھے اور وصی اسمٰعیل اور حضرت موسیٰ
کے مقیم [illegible] تھے اور وصی ہارون تھے۔ اور حضرت عیسیٰ کے مقیم
[illegible] تھے اور وصی شمعون تھے۔ مگر پیغمبر خدا کا کوئی مقیم نہیں بتایا
اور وصی حضرت امیر المومنین علی کو قرار دیتے ہیں۔

بوہرون کے سفید لباس اختیار کرنے کی وجہ

جب فاطمیین نے عباسیون پر خروج کیا تو اونکی ضد سے اپنے پھریرون کا رنگ سفید رکھا کیونکہ اونہون نے سیاہ رنگ اختیار کیا تھا اسی وجہ سے ان کو مبیضہ کہنے لگے یعنی میم مضموم بائے موحدہ مفتوح اور یائے مثناۃ تحتانی مشدد مکسور اور ضاد نقطہ دار مفتوح ہے یہی رنگ قرامطہ اور عہد المہدی حضرت المہدی اور انکے متبعون مین قائم رہا۔ چونکہ بوہرے مہدویہ ہین اسلئے ان کے ہان بھی سفید کپڑون کو ترجیح دیجاتی ہے۔ فارسی اور اردو کی تاریخون مین مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان اور سفید پوشان لکھتے ہین

بوہرون کو داؤدیہ کہنے کی وجہ

اگرچہ بوہرے طیبیہ ہین۔ مگر داعی داؤد بن عجب شاہ کی وفات کے بعد سے داؤدیہ کہلانے لگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ۲۷ ربیع الآخر ۹۹۷ھ ہجری کو داعی داؤد بن عجب شاہ نے انتقال کیا اور اونکی جگہ داؤد بن قطب شاہ متمکن ہوتے۔ یمن مین داؤد بن عجب شاہ کی طرف سے اونکی بی بی زہرا کے بھائی کے بیٹے سلیمان بن یوسف عامل تھے اونھون نے یمن مین یہ دعوے کیا کہ داعی مرحوم اپنی جانشینی کے لئے میرے حق مین نص کرگئے ہین۔ اور تحریری سند داعی مرحوم کی مہری قوم کو دکھائی۔ جنہون نے اوسکو تسلیم کیا اور داعی داؤد بن قطب شاہ کو نہ مانا وہ سلیمانیہ کہلائے اور جنھون نے انکو مانا وہ داؤدیہ مشہور ہوئے یہ لوگ سورت کے بڑے ملا صاحب کو اپنا داعی اور دینی مقتدا مانتے ہین۔ داؤدیہ کہتے ہین کہ یہ سند جعلی تھی اور اوس کے تیار ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ جب داؤد بن قطب شاہ داعی ہوئے تو سلیمان اونکی ماتحتی مین چار برس تک یمن کے عامل رہے داعی داؤد بن عجب شاہ کے ایک بیٹا

ابراہیم نامی ایک حبشن کے بطن سے تھا اور نہ اوسنے داؤد کی بی بی زہرا اور لڑکی
کاتب محمد نے سرکاری کچھ روپیہ کھالیا جب ان ہر دونوں کو مواخذے کا
مطالبے کا خوف ہوا تو کمینوں نے سلیمان کو ایک خط لکھا کہ تم داعی بن عجیب شاہ
کی طرف سے اس مضمون کی نقل کا کاغذ لکھکر یہاں بھیجو کہ ہمارے بعد
سلیمان بن یوسف داعی ہیں تو اوسپر داعی داؤد بن عجیب شاہ کی مہر لگا دیجائیگی
کیونکہ وہ ابھی تک اونکے کاتب محمد کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ سلیمان
نے ایک تحریر اس مضمون کی بمیت سے بھیجدی جسپر محمد نے مہر لگا کر ایک شخص
کے ہاتھ جو مکرمی کہلاتا تھا یمن کو سلیمان کے پاس روانہ کر دی جب داعی
داؤد بن قطب شاہ کو اس کارروائی کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے زہرا سے
کہا کہ تمہارے بھتیجے کی نسبت ایسی خبر پہنچی ہے۔ ہم اوسکو معزول کرنا چاہتے
ہیں اور یہ آیت پڑھی وما کنت متخذ المضلین عضدا
یعنی میں گمراہ کرنے والوں کو یار و مددگار بنانے والا نہیں ہوں زہرا نے
جواب دیا کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے ہم غریب آپ کے سامنے ہیں وہ کس
بارے میں آپ اونہیں معزول نہ کیجیے۔ مگر مولانا داؤد بن قطب شاہ نے
نہ مانا اور اونکی معزولی کا حکم بھیجدیا۔ مگر بہت سے طیبیہ نے اس حکم کو ضعیف سمجھا
اور سلیمان کی اتباع اختیار کر لی سلیمان اور ابراہیم نے داعی داؤد بن
قطب شاہ کو بہت دق کیا سلیمان یمن سے ہندوستان چلے آئے تھے ابراہیم
نے اکبر شہنشاہ ہندوستان کے حضور میں یہ دعوےٰ کیا کہ داعی داؤد بن
عجب شاہ کا بیٹا تو میں ہوں پھر داؤد بن قطب شاہ اونکے وارث کیسے
بن گئے ہیں اسلئے بادشاہی افسروں کے ہاتھ سے داعی داؤد بن قطب
کو بہت سی تکلیفیں جھیلنا پڑیں قید بھی کئے گئے۔ اکبر نے اس معاملہ
کی تحقیقات اور تجویز حکیم علی گیلانی شارح قانون بوعلی سینا کے ہاتھ میں دی
اور حکم دیا کہ تم اس کا فیصلہ کرو تحقیقات کے بعد حکیم علی کو ثابت
ہوا کہ داؤد بن قطب شاہ حق پر ہیں اسلئے وہ رہا کئے گئے اور اب ابراہیم
اور سلیمان پر عتاب نازل ہوا بہت سی تکلیفیں ملازمان شاہی کے ہاتھ سے

اذیتھانا پڑین اور آخر کار رسول ت ہنستانی توجہ صرف کر کے اس عذاب سے
نجات پائی - داؤدیہ میں پھر آگے بڑھکا افتراق ہو گیا اس طرح کہ شیخ
آدم صفی الدین کے نواسے علی نے اخفین میں سے ایک علیحدہ فرقہ اپنے
نام سے قایم کر لیا جس کو علیہ کہتے ہیں یہ فرقہ شیخ آدم صفی الدین تک داؤدیہ
کے ساتھ داعیوں کے ماننے میں متفق ہے اور انکے بعد عبد الطیب زکی الدین
کو داعی نہیں مانتا - علی شہنشاہ ہند جہانگیر کا معاصر ہے -

خاتمہ

یہ ایک ایسی قوم کی تاریخ ہے جسکے مقتدا اماموں اور اپنے معتقدین کو
غیر مذہب والوں کی اہل اسلام جیسی کتب کے دیکھنے سے منع کرتے ہیں اور جسقدر بیانات
اسرار مذہب کے متعلق انکی کتابوں میں مندرج ہیں اونکی ہو سکتی بھی اپنے عوام
اہل مذہب کے سامنے نہیں ہونے دیتے - اور خاص کر غیر مذہب والے کو
دوس کے دکھلانے سے بہت پرہیز کرتے ہیں تاکہ کوئی اوسپر انکے قبایح
پر مطلع نہو جائے - ہوتی ہیں اس بات کی تاکید آئی ہے کہ جہان پر
مذہبی بحث و مباحثہ ہوتا ہو وہان کوئی بوہرہ ہرگز نہ بیٹھے اور اپنے مذہب
کی باتیں غیر مذہب والے کو نہ بتاوے - اگر اس کے خلاف کرے گا
تو امام الزمان کی زیارت سے محروم رہیگا اور ان کو جو اپنی مذہبی باتین
چھپانے کا اور دوسروں کے ساتھ مذہبی تعلق نہ رکھنے کا حکم ہے تو یہ اس
مذہب کی خوبی کی وجہہ سے ہونا سمجھ میں نہیں آتا ہے بلکہ محض اس نظر سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ ایسی وہ باتین جو عجیب و غریب ہیں دوسروں پر
ظاہر کرینگے تو سننے والے اعتراض کرینگے - اعتراضوں سے ان کے
دلون میں شبہے پیدا ہونگے اور آخر کو وہ سب ہیچ پوچ کر کے ہانپ کر یہانتک
جم جائینگے کہ پھر ان لوگون کو اپنی محنت کا روپیہ ایسے خیالی معتقدات کے
عوض میں دے بیٹھنے سے دریغ آنے لگیگا - اور اس طرح مذہبی لیڈرون
کی آمدنی مفت میں ہاتھ سے جانے لگے گی -

حق بات کبھی چھپانے کی نہین ہوتی - حق غالب آتا ہے مغلوب نہین ہوتا
مذہبی سرغناؤن کے ذہن نشین کر دینے سے بھولے بھالے آدمی
مذہبی باتین چھپانے کی یہ وجہ بتاتے ہین کہ ہمارا گروہ چھوٹا ہے اسکی
نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے مگر مین کہتا ہون کہ نقصان پہنچنے کا وقت
گذر چکا اب علانیہ اپنے مذہبی کامونکو ہر گروہ قلیل ہو یا کثیر بجالانے کا
مجاز ہے بشرطیکہ اوس سے دوسرونکی دل آزاری نہوتی ہو بہتسے ایسے
گروہ ہین کہ اونکی تعداد تھوڑی ہے جیسے آریہ سماجی - فرقہ قادیانی - وہابی
اثنا عشری - اہل قرآن - بابی یہودی وغیرہ وغیرہ وہ اپنی تمام مذہبی
باتون کو شایع کر رہے ہین اور اپنی ثابت کرنے کے لئے دوسرون سے
مناظرے بھی کرتے ہین سلطنت انگریزی کی سیاست کی وجہ سے مخالفین
اون کا کچھ نہین کرسکتے پس بوہرون کا بھی کوئی کچھ نہین کرسکتا ہے - مگر جسمذہب
مین ہر پھر کے گالی ہی گالی اور لعنت ہی لعنت عبادت مین داخل ہو اور
سوا اینچ پینچ کی باتون اور خلاف قیاس ڈھکوسلون اور دور از کار ڈھکوسلون
کے کام کی باتین کم ہون وہ قوم کس منھہ سے دوسرون کے سامنے اپنے
رازون کو کھول سکتی ہے - ؎

دشنام مذہب ہے کہ طاعت باشد * مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات سننے کے قابل یہ ہے کہ جو لوگ اپنے کو
اہل بیت کا شیعہ کہتے ہین وہ تمام اولاد امیر المومنین علی کے دوستدار نہین
ہین بلکہ ہر ایک گروہ شیعہ کا علیحدہ اپنی مرضی کے موافق اونکی اولاد
مین سے ایک شخص کو منتخب کرکے اوسکی امامت کا معتقد اپنے کو ظاہر
کرکے اوس کے شیعون مین ہونے کا دم بھرنے لگتا ہے اور دوسری
اولاد کو اپنے مذہب کا نہ پاکر اوسکی روگردانی کرکے اوس کے حقوق کو پامال کرنے
لگتا ہے - اور اوس کے شیعون کو بھی برا کہتا ہے - میرے سامنے ایک
ثقہ بوہرے نے حضرت امام ہمام موسی کاظم علیہ السلام کو اثنا ئے تقریر مین
طنزاً لونڈی بچہ کہا تھا ایسے تعلیموں کے ہاتھ سے خاندان جناب امیر مین

بھی امامت کی بات بڑی افراتفری پڑگئی ہے۔ جناب امیر کے بعد خاندان
مین کوئی ایسا نفس نہین جو سب شیعون کے نزدیک مسلم الثبوت امام ہو اور وہ انکی
ہاتھ سے اپنی دستار فضیلت سنبھال سکا ہو مثلاً کیسانیہ کہتے ہین کہ جناب
امیر کے بعد امام برحق محمد بن حنفیہ ہین نہ حسن اور حضرت حسین مین بھی
امامت کی قابلیت نہین اور زیدیہ حضرت علی زین العابدین کے بعد اونکے
بیٹے محمد باقر اور اونکی اولاد کو امامت سے خارج کر کے زید بن زین العابدین
کو امام قرار دیتے ہین کبھی کبھی شیعو نکی خود غرضی اور قابو جوئی اس حد
کو پہنچ جاتی ہے کہ ان کا مانا ہوا امام بھی انسے نفرت کر کے اُن کے بخشے
ہوئے خلعت امامت کو اوتارنا چاہتا ہے تو یہ اوتارنے نہین دیتے
اور کہتے ہین کہ ہمارا امام تقیہ کرتا ہے
اور با وجود یکہ مسلمان فاطمیون کا دور حکومت مٹ کر عیسوی حکومتین
قایم ہوگئین۔ مگر آپس کی چپقلش سے آئمہ مستور کا دل ظاہر ہونے کو
نہین چاہتا اور اون کو گمنامی کے غار مین پڑا رہنا گوارا ہی ورنہ بڑا اچھا
موقع تھا کہ اعداے ظالمین اور اونکی معاونین کی حکومتین ایسی پارہ پارہ
ہوگئین کہ اون کو ان آئمہ مستور کی طرف اب آنکھ اوٹھا کر دیکھنے کی بھی قدرت
نہین جیسا کہ انکے پیرون کا اب یہ نواصب کچھ نہین بگاڑ سکتے۔ مگر دانا
جانتے ہین کہ امام کے نہ ظہور کرنے مین اون کے اون دوستون کا ذاتی
نفع ہے جو اون کے قایم مقامی مین مال اونکے معتقدین سے اونکے
نام پر حاصل کرتے ہین اور مزے اوڑاتے ہین۔ اور اس نکتے کو امام
کے یہ قایم مقام بھی ضرور سمجھے ہوئے ہین اور اپنے دل مین جانتے ہین
کہ امام کے ظہور کے بعد پھر ہمارے یہ پو بارے کہان۔ اسلئے زیادہ تر
امام کے نہ ظاہر ہونے مین یہی ساعی رہتے ہین۔ ناصبین کا اپنی
گرم بازاری کے لئے سفت نام بدنام کر رکھا ہے۔ ان پیشوایان قوم کے
احاطۂ اطاعت مین جو لوگ ایسے واقع ہوتے ہین کہ علم و فضل کے
ساتھ اونکی نظر بلند اور فطرت والا ہوتی ہے وہ ان پیچون اور گہات

کو سمجھتے ہین۔ چنانچہ بعض بعض اولو العزم اونکی اطاعت سکا جو اللہ ھے سے اوتارکر
خود اپنے نفس کے لئے پیشوائی ثابت کرنے لگے اور اپنے مقاصد مین جنہے تجویز
کامیاب بھی ہوگئے۔ چنانچہ شیخ آدم صفی الدین کے نواسے علی اور سلیمان بن
یوسف اور ملا عبد الحسین ساکن کبیر و نجہ نے علیحدہ علیحدہ دعاوی کرکے اور
انھین بوہرون مین سے کچھہ گروہ اپنا اپنا اثر ڈالکر علیحدہ علیحدہ فرقے
بنالئے اور داعیان قدیم کی باوجود سر توڑ کوششون کے اپنی مدبری سے اپنے
ارادون مین ناصی کامیابی حاصل کرلی۔ ظاہر ہے کہ داعی ہونے یا حجت ہونے
یا امام ہونے کے معاملات کچھہ بھی اصلیت و حقیقت رکھتے ہوتے اور اونکے
ماننے نہ ماننے کو ایمان مین کچھہ بھی دخل ہوتا تو ایسے سعادتمند عالم کیسے ایک مشیر و
واجب التعظیم داعی کا خلاف کرکے خود نشان دعوت ملبند کرتے۔ اور بہت سی
اور بھی ایسے خیال کے لوگ ہوگئے۔ مگر وہ اسقدر بلند پروازی کی ہمت
نرکھتے اور سوسائٹی کے دباوکی وجہ سی جادۂ اطاعت و انقیاد سے سر پھیرنے
کی مجال نہین پاتے۔ اسیواسطے انکے ہان بڑی بڑی احتیاطون سی کام لیتے ہین
تاکہ کوئی من چلا کچھہ بوہرون کو بھکا نہ لے اسیواسطے کسی ایسے آدمی کو جسکی
خیر خواہی اور اطاعت شعاری جانچ نہ لی گئی ہو بیش امامی کی بھی اجازت نہین
دیتے تاکہ قوم کا اعتقاد کسی ایسے شخص کیطرف نہ جم جاے جو اونکو انکی اطاعت سی
منحرف کردینے کا باعث ہو۔ کبھی کبھی انکی یہی دور بینی انکے باہمی اختلاف کا
موجب ہوجاتی ہے۔ چنانچہ جعفر نام مین کے رہنے والے ایک ذی علم
و فضل بوہرے نے بیش امامی کی بغیر اجازت پائے ہوئے بطرز پرہیزگارانہ
کی جماعت کو ایک زمانہ تک نماز پڑھادی احمد آباد کے عامل ملا داود نے اوسپر
یہانتک گرفت کی کہ اوس نے اونکے تعصب اور خود مطلبی سے زچ آکر
مخالفت کا علم ملبند کردیا اور طیبیہ بوہرون کی جماعت کثیر سے اسماعیلیت چھڑا کر
سنی بنادیا۔ چنانچہ یہ لوگ اب جعفریہ اور گجراتی بوہرے کہلاتے ہین
ایک دوسرے فاضل اجل محمد طاہر نامی بوہرے نے جو پٹن کا رہنے والا تہا
اور اپنی کتاب مجمع البحار کی وجہ سے عموماً اہل علم کا روشناس ہی شہنشاہ ہند

اکبر کے عہد میں ان بوہروں کی ہدایت پر کمر باندھی تھی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ وہ اپنے
ارادے میں کامیاب نہو سکا اوسنے انکے عقائد کی درستی کا یہانتک مصمم ارادہ
کر لیا تھا کہ جب تک یہ کام پورا ہو گا سر پر عمامہ نہ رکھونگا۔ جب اکبر نے ۹۸۰
ہجری میں گجرات فتح کیا تو ملا شہنشاہ کے حضور میں مدد کی التجا لیکر حاضر ہوا
شہنشاہ نے اپنے ہاتھوں سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ میں تمہارے
مدعا کے موافق اس قوم کی بدعت دفع کرنے میں پوری کوشش کرونگا۔ اور
شہنشاہ نے اسغرض کے حکومت گجرات پر خان اعظم مرزا کوکہ کو مقرر کیا۔
خان اعظم نے بوہروں کی بدعت دفع کرنے میں کوشش کی یہانتک کہ اس
قوم کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جابجا چھپ گئے۔ ابھی یہ بدعت بخوبی
دفع نہونے پائی تھی کہ خان اعظم کی جگہ عبدالرحیم خان خان خانان مقرر
ہوگیا یہ شیعہ مذہب تھا۔ بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے اعمال کو اظہار کرنے لگے
اور ان کا مذہب ظاہر ہوگیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے
اوتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی۔ شہنشاہ
اون دنوں آگرے میں تھا بوہروں نے ملا کا پیچھا کیا۔ یہانتک کہ اوجین میں
ملا کو سنہ ۹۸۶ ہجری میں مار ڈالا۔
سلطان مظفر نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر
تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اوسکی وجہہ سے بھی سنت وجماعت ہوگئے فقط

حالات مولف تاریخ ہذا

جامع ان اوراق کے مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان ابن مولوی عبدالغنی خان
ابن مولوی عبدالعلی خان ابن مولوی عبدالرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد
سعید صاحب محدث ابن ملا ظریف خان ابن خان محمد خان ابن بازید خان
ابن خواجہ احمد خان ابن باشو خان ابن اندران خان ابن بارز خان ابن شاہ
زادہ شہاب الدین خان جنتہ مولاس ابن نجم الغنی خان کی ولادت دسویں
ربیع الاول سنہ ۱۲۹۴ ہجری کو شب کے وقت رامپور کے محلہ مدرسہ میں وقوع

مین آئی تھی - جناب نجم الغنی سے سنہ ولادت حاصل ہوتا ہے - ریاست
رامپور مین دیگر علماء سے تحصیل علوم کی ہے اور خاص مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی
سے کتب منطق و حکمت کی تحصیل کی ہے صدرا اور شمس بازغہ اور میر زاہد
ملا جلال اور قاضی مبارک اور حمداللہ اور مختصر معانی اور مطول اور
توضیح و تلویح اور بیضاوی اور میر زاہد امور عامہ - اور تشریح الافلاک
اور خلاصۃ الحساب اور شرح وقایہ اور ہدایہ اور مشکوۃ اور جامع ترمذی
وغیرہ کتب کو بالاستیعاب پڑھا ہے اور سبعہ معلقہ اور مثنوی صلاح و باغم
اور دیوان متنبی اور مقامات حریری وغیرہ علم انشاپردازی کی کتابین مولوی
محمد طیب صاحب ادیب تکی سے تحصیل کین اور فن طب کی کتابین مثلاً
قانونچہ اور موجز اور اقصرائی اور نفیسی اور سدیدی اور شرح اسباب علامات
اور قانون شیخ بوعلی سینا کو اطبائے نامی اور خصوصاً اپنے ماموں حکیم
محمد اعظم خان مولف اکسیر اعظم وغیرہ سے پڑھا - انکی کتابین مولوی نجم الغنی
کی تصنیفات سے ہین (۱) اخبار الصنادیدیہ روہیلونکی تاریخ ہے (۲)
مقاصد البلغا عرف بحر الفصاحت علم معانی بیان بدیع عروض قافیہ مین
(۳) نہج الادب فن صرف و نحو مین (۴) رسالہ نجم الغنی فن صرف و نحو مین
منتہی القواعد عرف قواعد حامدی فن صرف و نحو مین (۶) تعلیم الایمان شرح
فقہ اکبر علم کلام مین (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی علم الکلام مین -
(۸) تاریخ اودھ (۹) میزان الافکار فن منطق مین (۱۰) مذاہب الاسلام
مسلمانونکے فرقونکے مذاہب مین (۱۱) خواص الادویہ مفردات طب مین
(۱۲) تذکرۃ السلوک علم تصوف مین (۱۳) اصول فقہ (۱۴) شرح
چہل کاف (۱۵) القول الفیصل فی شرح الطہر المتخلل - یہ شرح وقایہ کے
مسئلہ طہر متخلل کی شرح ہے زبان عربی مین اسکے سوا اور رسالے بھی
ہین - انمین سے صرف نہج الادب اور رسالہ نجم الغنی زبان فارسی
مین ہین - باقی سب زبان اردو مین - فقط

انتخاب از دیوان اردو مصنفہ مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب

آپ مار اقتضا کا نام کیا
واہ جی واہ خوب کام کیا

کسی کو نہ پھر بزم عالم میں دیکھا
میسر ہوا جسکو دیدار تیرا

ہوتی ہے فریاد سے تسکین بیمار فراق
آہ سے بہتر نہیں تکیہ دل رنجور کا

کسی بزم جہاں میں ایسا نیا تماشا نہ دیکھا ہوگا
شرار و [illegible] تھا ہمکو [illegible] ہم وہ بھڑک اٹھا

آتش غم سے دل زار کو جلتے دیکھا
پر کبھی آہ کا شعلہ نہ نکلتے دیکھا

کیا خاموش دل کو بھی باتوں میں اس گل نے اے نجمی
ہزاروں عدو تھا دل کو تھا ایسی خوش بیانی کا

کام کیا ظل ہما سے عاشق ناکام کو
اسکے سر پر چاہیے سایہ تیری دیوار کا

زلف پیچاں میں مرا دل جو گرفتار نہ تھا
غم نہ تھا درد نہ تھا کوئی بھی آزار نہ تھا

چمن دہر میں تھی حسن پرستی منظور
لالہ رویوں سے ہمیں اور سروکار نہ تھا

تھا جو نہ تھا حباب آسا
وہی دریائے غم سے پار ہوا

اے ہم نفسو کرتے ہو کیا سپرد آکیا
باقی تھی جو رنجوری میں مرے ہی رہا کیا

خراماں ناز سے جس دم وہ سرو گلستاں نکلا
مرا دل بہر استقبال با آہ و فغاں نکلا

شرارت ہی تھی وہ کرتے جب قتل نجمی کو
کہا افسوس یہ تو کشتۂ تیغ فدا ماں نکلا

جہاں ہم اسکی لیجا سکے جبہہ سا ہوئے
کوئی زمانے میں ایسا تو آستاں نہ رہا

چشم بد دور ادا دل کو کبھی دورہ
میرے دل ناشاد کو بھی شاد کریگا

سمجھے کہ ہاتھ لگا ناکہ عاشق جانباز
ہوگا کبھی پیدا نہ ایسے میں جہاں میں پیدا

آجائے گا بہو چال ابھی روئی زمین پر
گریاں نہ مرے یار کی رفتار کا چرچا

ہر روز کی اس عدہ خلافی سے تو نجمی
بہتر ہے اگر کہہ دے وہ اچھا نہیں آتا

کیا تانے میری جسم سے جب سر جدا کیا
اتنا کوئی نہ بولا کہ ظالم یہ کیا کیا

ہر گز نہ اشک سینہ ہمدرد کی بجھی
گو سیل اشک آنکھوں نے میری بہا کیا

جو نہین آشنائی نام وفا

دل کو ہم اُنپہ فدا کرتے ہین

سر قفس سے دمبدم بے فائدہ ٹکراے ہے

خدنگ صیاد نی دونا کیا بلبل کو تنگ

اے خانہ خراب یہ خرابی

یکسان نہین دور چرخ اے دل

گالیان عاشق کو بوسہ غیر کو

ایک ساغر مین کھلا راز دو عالم مجھپر

جب سے کھینچا ہے توانائی نے ہاتھ

آؤ نہ تم تو بجھی خستہ جگر کو بلا

اُ مجھے ہوگئے دو لو نہین دیتی ہے باور گر مین

کہون کیا مین کیف شراب محبت

بھو ونسی تیری ہلال ترسان خام سنی لرزلہ ہی لرزان

کیا صفائی دست نازک کی ہے تیرے واہ واہ

تیری ہاتھونسی مین اے چرخ ہزارون نالان

وہ گل یہ مبتلا ہے یہ عاشق ہے شمع کا

رہی گریہ کنان ہم عمر بھر افلاک کی نیچے

اُلجھی ہوئی کاہیکو مری جان رہیگی

بہہ گیا روہی زمین سرخ جو فصل گل مین

دکھلاکے رخ و زلف سیہ نام کسی نے

ہر لحظہ یاد رہتی ہے مژگان یار کی

بانی صیاد نے جب تا بکم کھولدے

تیر و خنجر کا اگر نام لیا قاتل نے

کسی سے دل نہ لگا اس جہان فانی مین

ہوا بدلی زمانے کی خزان جاکے بہار آئی

ہم اُسی بیوفا پہ مرتے ہین

جان پر اپنی جفا کرتے ہین

بلبل نادان نہین ہین تیری بس کی تیلیان

فصل گل مین ہے جو رکس دین سے قفس کی تیلیان

دیکھ آپ کو اپنے دل و سنبھل کچھ

خوش باش کر آج کچھ ہی کل کچھ

خوب انصاف آپ کا ہے واہ واہ

کسطرح جرم نہ لون ساقی مے خوار کی ہاتھ

ناتوانی پانون بھی جھلانے لگی

کوئی تو بات مان لو یہ تھی تو یہ بھی

کاکل کو تاب دیکر سنبل سے بال چہ اے

سے جسنے چکھا وہی جانتا ہے

کتنی مین تیغ نے یہ فتنے برپا زمین کے اوپر فلک کے نیچے

جسنے دیکھا وہ ہی تیغ ناز سے جو رنگ ہنسے

ہوت جو دو چار کوئی اُنہین جا ہوش کرے

اے دل خیال بلبل و پروانہ ایک ہے

ملیگا چین کیونکر دیکھئے اب خاک کے نیچے

زلف اسکی یون ہی جو پریشان رہے گی

سیل خون آنکھونسی کیا اپنی بہاتا ہے کوئی

پایا ہے کیا دل سحر و شام کسی نے

کیونکر کہتا ہے دل مین ہی نوک خار کی

طائر جان کے وہین ہے تمنی بھی پر کھولدے

جان نثارون نے وہین سینہ و سر کھولدے

فنا ہی سب کو مگر اوسکی ذات باقی رہے

نہین ممکن کہ سوکھی شجر مین بھی برگ و بار آئے

ہوتے ہیں اُس شراب ناب کی نشّے سی ہم بیخود
کہ جسکا روز محشر تک آنکھوں مین خمار آوے

تم اپنے دلکو ابھی کدورت سی صفا کرنا
وہ آئینہ نہیں ہے کام کا جسمین غبار آوے

ہاتھ تا ابد الابد ہرگز اُس لف برا سی لگے
سمجھو کہ لے ساتھ سکا گفتہ بخوبی یاد ہے

مجھکو ہی کوئی وہان تک لیے چلے
ہم لکھو آپنے مین اگر انکار ہے

سر رکھے ہاتھ بر ہیں جو مقتل میں جان نثار
شاید کسی کو تیغ سر ترک دیتا نہ ہو

تمت بالخیر
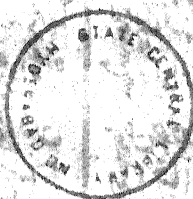
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸[illegible]	۱۲	محمد سے بیان	مجھ سی بیان	۸۳	۲	طائف	طائف کے مسافرون
۸۲	۴	کہ عرفات کو ابھی	کہ عرفات سے ابھی			مسافرون کو	کا
۸۳	۱۱	ویرس	ورس	۸۴	۷	پرلور کا بھی	پرلور کا ہی
۸۵	۱۲	وَجَ زٌ	وَجَ زٌ	۸۵	۱۲	ھَوَبٌ	ھَوَبٌ و
۸۵	۱۴	ر	ز	۸۶	۳	تم ست	تم ست
۸۶	۱۸	تقدمات الغرب	تقدمات العرب	۸۶	۲۱	مین برس بن	قیس برس بن
۸۸	۲۰	تقل	نقل	۸۹	۲	المستنصر	المستنصر و
۸۹	۹	بارضا یا	باخدا یا یہ	۸۹	۱۲	کلمات کے بعد	کلمات کے بعد ان
۹۰	۱	الجاریہ والخطاء	الجاریۃ الخطاۃ	۹۰	۱	سبقۃ	سنبقۃ
۹۰	۲	والتوسس	والتوسل	۹۰	۳	لصاحب الرتیہ	لصاحب الرقبۃ
۹۰	۴	الجرمانیہ	الجرمانیۃ	۹۰	۷	بعدلہم	بعدہم
۹۲	۶	عقول	عقول کو	۹۲	۸	نورانی	نورانی کو
۹۳	۱۱	طیبتہ	طیبیۃ	۹۴	۳	داعی بن عجب شاہ	داعی داؤد بن عجب شاہ
۹۶	۹	اور اپنی شاہات	اور اپنی حقیقت شاہات				